از

نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان مرحوم

دارالناظر پریس لکھنؤ طبع شد

پرنٹر :- اسحاق علی علوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اُردو زبان کا مکمل کتب خانہ

اکثر شیدایان ملک اردو کو یہ شکایت کرتے سُنتے تھے کہ اُردو مین اول تو جملہ علوم و فنون کی کتابین نہین ہین اور پھر بھی یہ ستم ہے کہ جسقدر اعلیٰ درجہ کی کتابین شایع ہوچکی ہین انکی فراہمی نہایت دشوار ہے - اور تو اور مشہور و مستند مصنفین کی جملہ تصانیف بھی آپ کسی ایک دوکان یا شہر مین نہین خرید سکتے - سر سید احمد خان - خواجہ الطاف حسین حالی - مولانا نذیر احمد - مولوی محمد حسین آزاد - علامہ شبلی نعمانی - نثر اردو کے عناصر خمسہ مانے جاتے ہین - مگر آپ چاہین کہ کسی بڑے سے بڑے تاجر کتب کی دوکان پر یا ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر مین ان کی جملہ تصانیف یا کم سے کم تمام مشہور کتابین ہی مل جائین تو "این خیال ست و محال ست و جنون"

گنتی کے پانچ تو مصنف ہین جن کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد نہین اور یہ بھی کسی ایک جگہ میسر نہین آتین ایسی صورت مین کوئی اُردو کا کتب خانہ کہان سے قائم کرے

غرضکہ یہ اور اسی قسم کے مایوس کن خیالات دو ایک نہین بلکہ صدہا تعلیم یافتہ اور علم دوست اصحاب سے سُنے تھے جنکی بنا پر مجھے بحیثیت ایک اُردو کے ادنیٰ خادم ہونے کے یہ خیال پیدا ہوا کہ جہان مادری زبان مین جدید تصنیفات و تراجم کی تیاری و اشاعت کے لیے علمی مرکزون اور ادبی مجلسون کے قیام کی ضرورت ہے وہان کم سے کم ملک بھر مین کوئی کارخانہ ایسا بھی ہونا چاہیے جو اصحاب ذوق و ارباب علم کو ضرورت کے وقت اُردو کی تمام اعلیٰ درجہ کی کتابین فراہم کیا کرے -

یہ کام جتنا اہم اور ضروری تھا اتنا آسان نہ تھا تاہم چند سال ہوے کہ خدا کا نام لیکر - "الناظر ایجنسی" نے اسکے انجام تہیہ کیا - اور اگرچہ ابھی تک اسکا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مسلمانون کی تہذیب

میرا مضمون مسلمانون کی تہذیب پر ہے کہ وہ پہلے کیسی تھی اور اب کیسی ہے
اور آئندہ کیسی ہو گی۔ تہذیب کا لفظ مین نے انگریزی لفظ سویلزیشن کے مقابلہ مین
استعمال کیا ہو سویلزیشن ایک انگریزی لفظ ہو جو کہ قدیم رومی زبان کے لفظ
سوس سے جس کے معنے شہری اور جماعت کے ہین نکلا ہو اور اُس کی نسبت اس
جماعت یا شہر یا ملک کی طرف کی جاتی ہو جسمین لوگون کی آزادی اور حقوق کی حفاظت
کے قانون۔ اور آپسمین ملنے جلنے کے قاعدے۔ اور زندگی بسر کرنے کے طریقے
اور فرائض انسانی ادا کرنے کے قواعد عقلی اور اخلاقی اصول پر منضبط کئے گئے ہون
اور جن مین موافق حالت زمانہ کے خوبی اور شائستگی پائی جاتی ہو۔ اس انگریزی لفظ کے
اصل پر اگر خیال کیا جائے تو مجھ کو بجائے لفظ تہذیب کے لفظ تمدن کا استعمال کرنا
مناسب ہوتا کیونکہ اُسکا مادہ مدینہ ہو جسکے معنی بستی کے ہین اور اس لئے تمدن کے ٹھیک
معنی بستی کے ہین (یعنی آپسمین مل کر رہنا) مگر مین اس لفظ کو سویلزیشن کے مقابلہ

مین استعمال نہین کرتا - اِس لیے کہ جس مراد مین یہ انگریزی لفظ استعمال کیا جاتا ہی تمدن کے لفظ سے وہ مراد پائی نہین جاتی - تمدن کا لفظ آپس مین مل کر بستی پر دلالت کرتا ہی - اور سویلزیشن کا لفظ تمدن کی ترقی یافتہ حالت کو بتاتا ہے نہ صرف تمدن کو بہت سے ملک اور بہت سی قومین اب موجود ہین جن مین تمدن ہے - پر سویلزیشن نہین - ہم ہندوستانی بھی اپنی بدبختی سے سویلزیشن کے درجے کو نہین پہونچے گو کہ مدت سے تمدن کے اعلیٰ درجہ پر ہین اس لیے مین نے تہذیب کا لفظ اختیار کیا ہے جسکے معنی چھانٹنے اور اصلاح کرنے اور درست کرنے اور خالص کرنے اور پاکیزہ کرنے کے ہین - عرب بولتے ہین ؎ ھذا شیء مہذب ای مصلح - اصطلاح مین بھی تہذیب کا لفظ ہر چیز کی درستی پر بولا جاتا ہی - عادت کی درستی - رسم و رواج کی درستی - اخلاق کی درستی - علم و ہنر کی درستی - معاملات کی درستی - زبان کی درستی - انتظام ملک کی درستی - جذبات نفسانی کی درستی - سب پر تہذیب کا اطلاق ہوتا ہی اور یہی ٹھیک مراد سویلزیشن کی ہی -

جن اصطلاحی معنون مین لفظ تہذیب یا لفظ سویلزیشن کا ہم استعمال کرتے ہین اُس پر بہت سا مباحثہ ہوسکتا ہی - اور ہوا ہے مگر جو مراد کہ اِس لفظ سے میرے دوست سید احمد خان بہادر نے بیان کی ہے وہ تمام خیالات کی جامع ہی اور مین اسی کے بیان کرنے پر اکتفا کرون گا - وہ کہتے ہین کہ سویلزیشن سے مراد ہے انسان کے تمام افعال ارادی اخلاق اور معاملات اور معاشرت اور طریق تمدن اور صرف اوقات اور علوم اور ہر قسم کے فنون و ہنر کو اعلیٰ درجہ کی عمدگی پر پہونچانا اور اُنکو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے برتنا جس سے اصلی خوشی اور جسمانی خوبی ہوتی ہی

اور تمکین و وقار اور قدر منزلت حاصل کی جاتی ہو اور وحشیانہ پن اور انسانیت
مین تمیز نظر آتی ہو۔

مبارک ہو اُس شخص کو جس نے ان مختصر لفظون مین ایسے مطالب بیان کر دیئے
جس سے ہمارے خیالات کو نہایت وسعت ہوتی ہے۔ اور وہ بیان ہی خود بخود
ہمارے دلکو سویلزیشن کی ترقی کے لیے برانگیختہ کرتا ہے۔

جو مراد گمین نے لفظ تہذیب یا سویلزیشن کی بیان کی اُس سے ثابت ہوتا ہے
کہ تہذیب مذہب اور علم و ہنر اخلاق و معاشرت۔ تمدن و تجارت۔ زراعت و
سیاست سب سے متعلق ہے اور جب تک یہ سب چیزین اپنے درجہ کمال پر نہون
پوری تہذیب کا وجود نہین ہو سکتا جن لوگون مین یہ سب چیزین نہایت خراب حالت
مین ہین وہ وحشی کہلاتے ہین اور جنہین کچھ کچھ درست ہو گئی ہین وہ نصف وحشی پکارے
جاتے ہین۔ اور جنہین زمانہ کی ترقی کے موافق یہ سب چیزین ترقی پا گئی ہین وہ مہذب
یا سویلزڈ کہلاتے ہین۔ زمانہ کی ترقی کے موافق کی قید مین نے اس لیے لگائی کہ کچھ
عجب نہین کہ آئندہ زمانہ مین انسان کو زمانہ موجودہ سے بھی ایسی زیادہ ترقی ہو کہ حال کی
مہذب قومین اس زمانہ کے لوگون کے سامنے وحشی یا نصف وحشی تصور ہونے لگین۔

مذہب کو قومون کی تہذیب پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کے مذہبی
اصول تہذیب کے برخلاف ہون تو ممکن نہین ہے کہ وہ قوم اعلیٰ درجہ کی تہذیب مین
پہونچے۔ جس قدر اصول مذہبی تہذیب کے برخلاف ہوتے ہین اسی اندازہ
کے موافق تہذیب مین بھی نقصان رہتا ہے اور یہ بات نہایت آسانی سے مختلف
مذاہب کے اصول اور اُس کے پیرو ون کی حالت دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہو۔

مسلمانون نے مذہب اسلام کی پہلی صدیون مین مذہبی تہذیب کو اعلیٰ درجہ پر پہونچایا تھا اُس ریگستان کے ناخدا نے لات ومنات وغیرے کی پرستش کو چھوڑایا - اور ایک نہایت قوی ہستی مطلق کی پرستش کا بیج ہر ایک کے دلمین بویا ہم کو ایک ایسی ہستی کا خیال دلایا جو ہمارے ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھ کر ہے - اور اُسی پر یقین کو نجات کا مدار ٹھیرایا - جو تمام مذہبی تہذیب کی اصل اصول ہے۔

تمام روحانی تہذیب کو ان چند لفظون مین کہ "قد افلح من زکّٰھا وَقد خَابَ من دسّٰھا" پورا کردیا یعنی اپنے دل کو بُرے خیالون اور بد جذبون سے پاک کرنا مراد کو پہونچنا ہے اور اس کو بدی مین آلودہ کرنا گمراہی کے گڑھے مین گرنا ہے۔

مذہبی تعلیم کو نہایت تہذیب کے اصول پر یہ کہکر ختم کردیا کہ "فذکر انما انتَ مذکرٌ" یعنی لوگون کو نصیحت کرکہ تو بجز نصیحت کرنے والے کے اور کچھ نہین ہے

تمام مذہبون کی ناگواری ان لفظون سے مٹادی کہ "لکم دینکم ولی دین" یعنی تمھارا دین تمھارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے ہے جہاد کا سبب مذہبی ناگواری نہین ہے جیسا کہ اکثر لوگون نے غلطی سے خیال کیا ہے کیونکہ اگر جہاد کا سبب مذہبی ناگواری ہوتی تو صلح یا فتح یا اطاعت قبول کرنے کے بعد کیون تمام مختلف مذاہب گوارا کیے جاتے اور ہر شخص کو کیون احکام مذہبی ادا کرنے کی اجازت رہتی - عرب کے ہادی نے بلا شبہ خدائے واحد کے نام کی منادی کرنا فرض ٹھیرایا ہے - پس جو لوگ اُس منادی کی مزاحمت کرین اور منادی کرنے

والون کو اُن کے ہاتھ سے امن نہو۔ اُنھین سے لڑنا صرف امن قائم رکھنے
کو فرض قرار دیا گیا ہے نہ غیر مذہب کی ناگواری کے سبب۔ اور یہ وہ اصول ہے
جس پر آجکل کی تمام نیشنین یہانتک کہ وہ نیشن بھی جسکا مذہبی یہ حکم ہے کہ اگر
ایک گال پر تیرے طمانچہ مارے تو تو اُس کے سامنے دوسرا گال بھی کر دے
چلتی ہین۔

امامت کو یعنی کسی ایک کا کسی گروہ کے لیئے پیشوا ہونا اور اُس گروہ کا اُسی
کی راے پر چلنا جو اُس زمانے کے تمام مذہبون مین رائج تھا یہ کہکر بالکل
نیست و نابود کر دیا کہ " ولا تتبعوا من دونہ اولیاء " یعنی خدا کے
کلام کے سوا کسی دوسرے کو اپنا پیشوا مت بناؤ۔

اجتہاد کو یعنی دین کی باتون کے سمجھنے کو جیسا کہ سب اگلی قومون مین خاص خاص
لوگون سے مخصوص تھا ان مختصر لفظون سے عام کر دیا کہ " استفت قلبک "
یعنی ہر شخص کا دل اسکا مجتہد ہے۔

جوگی پنے اور تجرد کو جسکا رواج روے زمین کی ساری قومون مین تھا
بالکل معدوم کر دیا تھا یہ فرما کر " لا رہبانیۃ فی الاسلام " تبرکات اور رسوم
اور تیوہارون کو جس سے لوگون کے دلی خیالات بت پرستون کے سے ہو جاتے
ہین " لا تجعلوا قبری عیدا " فرما کر بالکل ممنوع ٹھیرا دیا۔

یہ وہ اصول ہین جو مذہبی تہذیب مین اس سے اعلیٰ نہین ہو سکتے۔

علوم کو اگلے مسلمانون نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب پر پہونچایا تھا۔ ادب
و انشا مین عرب قدیم سے نامور ہین۔ شاعری بھی اُن کی مشہور ہے یکیٹی لونیا

اور پراونس اور اٹلی کے شاعرون نے انھین کی روش پر شعر کہنا اختیار
کیا اور یورپ کی نظم مین بحر و وزن وغیرہ عرب ہی سے لیا گیا۔ فصاحت و
بلاغت کی اعلیٰ درجہ پر ترقی کرنے کے ثبوت مین حریری اور متنبی کی کتابین
ابتک دنیا مین موجود ہین۔ ساتوین صدی کی عورتون کا کلام اب تک ہمارے
پاس ہے جسکے ایک ایک فقرہ پر ہزارون درشا ہوار کی لاکھون لڑیان
نثار ہوتی ہین۔

عرب کے شاعر قدرتی کیفیتون کے بیان کرنے کی طرف بھی مائل ہین۔
مگر شکسپیر کا قدرتی جذبون کا تولنے والا کوئی نہین ہوا۔ اس سے یہ کہا جا سکتا
ہے کہ شاعری کی قسمون مین رزمیہ و عشقیہ تو ترقی پر تھین مگر جو اصل جان شاعری
کی ہے اور جسمین فطرتی جذبات اور قدرتی حالات کے بیان سے انسان کے
دل پر اثر ڈالا جاتا ہے اسمین بڑی ترقی نہین ہوئی۔

ناول یعنی قصہ کے پیرایہ مین علمی یا اخلاقی باتون کے بیان کرنے
سے بھی مسلمانون نے چشم پوشی نہین کی۔ بدیع ہمدانی اور ابوالقاسم حریری کے
مقالات اسی فن مین ہین۔ الف لیلہ اس فن کی ایک عمدہ کتاب ہے جسکا مسلسل
بیان کسی جگہ سے نہین ٹوٹتا اور جس سے اُس زمانہ کے مسلمانون کے مختلف
خیالات کا پورا پورا عکس سننے والون کے دل پر پڑتا ہے۔

ڈراما مین بعض کتابین تالیف تو ہوئین مگر عملی رواج اس کا مسلمانون مین نہین ہوا۔
فارسی زبان کو بھی جو دنیا کی سب زبانون مین شیرین سمجھی جاتی ہے مسلمانون نے
بہت رونق دی۔ فردوسی رزمیہ نظم مین۔ خسرو قدرتی کیفیات کے اظہار مین

سعدی اخلاق و تمدن کے ادا کرنے مین فارس اور ہندوستان مین ایسے ہی ہوے ہین جیسے کہ ہومر یونان مین یا شکسپیر فرنگستان مین۔

ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کی طرف متعدد طرح سے لوگون کو رغبت دلائی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی مین مسلمانون نے علوم کی طرف توجہ کی اور جہان سے ان کو ملا انھون نے علوم کو اخذ کیا غیر قومون اور غیر مذہب والون کی کتابون کو نہایت عزیز رکھا اور چند روز مین قومون کے لیے استاد ہونے کی عزت حاصل کی۔

اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلانے کا الزام جو بعض ناواقف یا متعصب مورخون نے مسلمانون کو دیا ہے وہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ٹولمیز کے کتب خانہ کی چار لاکھ یا سات لاکھ کتابین جولیس سیزر کی لڑائی مین جل گئین تھین اور سینٹ کرائی نے جس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کی تحقیق مین بہت سی کتابین لکھی ہین اس روایت کو جھوٹا ٹھہرایا ہے۔ جن دو مؤرخون نے یہ کہانی لکھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا جو چھ مہینے تک جلا کیا محض غلط ہے۔ خود وہ دونون مورخ ۶۰۰ برس بعد اس واقعہ کے پیدا ہوے تھے اور کوئی پہلی سند اُنکے پاس نہ تھی۔

فلسفہ کی بنیاد منصور خلیفہ نے ڈالی مگر مامون رشید اُس کے پوتے نے اُن کی تکمیل کی۔ یہ خلیفہ بڑا مُربی علم کا تھا۔ اہل شام اور نسطوریین فرقے کے عیسائی ترجمہ مین فلسفے کے اُسکے حامی اور معاون تھے۔ اُس کے زمانہ مین بوسیلہ اہل فارس اور اسپین اور علماے ہند کے فلسفہ کو بے انتہا رونق ہوئی۔ اُسکے گماشتہ

بلادِ ارمن و رشام اور مصر مین یونانی کتابون کو ڈھونڈنے کے لیے مقرر تھے اور ہزارہا اونٹ قلمی کتابون کے بھرے ہوے اُسکے دربار مین آیا کرتے تھے کتب فلسفہ کے ترجمہ کا ایک جُدا کارخانہ اُس نے مقرر کیا تھا۔ اور بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور عتیشاپور مین بڑے بڑے مدرسہ اور کتب خانہ قائم کئے تھے۔ یہ خلیفہ بے تعصبی مین مشہور تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک عیسائی عالم کو دمشق کے کالج کا پرنسپل یعنی مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا۔

جسطرح خلفاے عباسیہ کی بدولت بغداد کی سلطنت مین فلسفہ نے ترقی پائی اُس سے زیادہ اسپین مین خلفاے بنی اُمیہ کے سبب سے روشنی فلسفہ کی پھیلی۔ اس ملک مین بڑا حامی علم اور حکمت کا خلیفہ عبدالرحمن ابن حکم تھا۔ جس نے ہجرت کی تیسری صدی مین وفات پائی۔ اس ملک مین علم کی اسقدر ترقی ہوئی کہ ایک کتب خانہ مین چھ لاکھ کتابین تھین اور پرانی کتابون کے نقل کرنے کے لیے تین سو کاتب مقرر تھے۔

اسپین اور اٹلی مین صدہا مدرسے ایسے جاری تھے جن مین صدہا عیسائی طلبہ آکر فلسفہ اور حکمت پڑھتے اور پھر اپنے یہان اُسے جاری کرتے اسوقت کے مسلمانون اور فرنگستان کے عیسائیون کے خیالات کا فرق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جربرٹ نامی ایک فرانسیسی عالم جب مسلمانون کے مدرسے مین فلسفہ اور حکمت سیکھ کر اپنے ملک کو گیا تو لوگون نے اُسکے کافر ٹھہرایا اور جب مرگیا تو یہ کہا کہ شیطان نے علم کا پھل کھلاکر اُسے برباد کیا۔

خلفاے عبیدین نے بھی جن کو یورپ کے مورخ خلفاے فاطمہ لکھتے ہین مصر

مین کچھ کم ترقی نہین کی۔ اُن کے شاہی کتب خانہ مین بھی ایک لاکھ قلمی کتابین موجود تھین جو سنہری جلدون سے آراستہ اور نہایت خوبصورتی سے رکھی ہوئی تھین۔

ہندوستان کے فتح کرنے والے بادشاہون نے بھی اس طرف سے غفلت نہین کی۔ محمود غزنوی نے جسکو بعض تربیت یافتہ نامور مشہور ہندوؤن نے اپنی تحریرون مین وحشی اور قزاق لکھا ہے باوجودیکہ وہ لڑائیون مین مصروف رہا۔ ایک بڑے مدرسہ کی بنیاد غزنی مین ڈالی اور مختلف زبانون کی عجیب عجیب کتابین جمع کین اور قدرتی عجائبات کا ایک عجائب خانہ بنایا اور اس مدرسہ کے قیام کے لیے بہت سا روپیہ مقرر کیا۔ سلاطین غوریہ اور تیموریہ نے بھی منطق اور ریاضی اور طبعیات اور ادب کے رونق دینے مین بڑی کوشش کی۔ اکبر کا زمانہ علم کی ترقی کے حق مین مشہور ہے۔

اس زمانہ سے جوکہ یونان کی تاریخ کا چوتھا زمانہ سمجھا جاتا ہے فلسفہ کے چھ مختلف طبقے تھے مگر مسلمانون نے اُن مین سے عموماً ارسطو کی حکمت کو اختیار کیا کیونکہ اُس کے فلسفہ کو بسبب کوشش علماے اسکندریہ کے ہزار برس سے غلبہ تھا۔ اور اسکا رواج بھی بہت ہو گیا تھا اور یہی سبب ہوا کہ اس کی حکمت کی کتابون کا زیادہ ترجمہ ہوا۔ مگر وہ افلاطون کی تصنیفات سے بھی محروم نہین رہے بلکہ اُس کی کتابون کا ترجمہ عربی مین ہوا۔ چنانچہ مسلمانون مین ابو نصر فارابی اور بو علی سینا حکمت مشائی مین ویسے ہی ہوے ہین جیسے کہ یونانیون مین ارسطو اور حکمت اشراق مین شیخ شہاب الدین مقتول ویسا ہی نامور ہوا ہے جیسا کہ افلاطون یونانیون مین مگر اس طبقہ کی حکمت کا زیادہ تر رواج مسلمانون مین نہین ہوا۔

گوکہ وہ اور حکما کے اصول سے بے خبر نہین رہے۔

مسلمانون نے ارسطو کی منطق کو زیادہ پسند کیا اور اُسی کا ترجمہ بھی اُن کے وقت مین بہت ہوا۔ اول ترجمہ ارسطو کے قیاسات کا حنین ابن اسحاق کے ذریعہ سے مسلمانون مین پھیلا۔ پھر ابو البشر نے چند کتابون کا سُریانی سے ترجمہ کیا اور یحییٰ ابن عدی اور کندی نے اُسے مرتب کیا اور آخر کو فارابی اور ابو علی سینا نے اُس کی تکمیل کی۔ مسلمان عالمون نے جس خوبی سے یونانی اور سریانی اصطلاحات کا ترجمہ اپنی زبان مین کیا اس پر وہ بڑی تعریف کے مستحق ہین۔ جارج ہنری لوئیس صاحب بھی اپنی تاریخ فلسفہ مین اُس پر بڑی حیرت ظاہر کرتے ہین۔

مسلمانون نے اس علم مین ترجمہ اور تقلید ہی پر قناعت نہین کی بلکہ اسمین بہت کچھ ترقی کی چنانچہ تصور و تصدیق کے مباحث اور جزئیات و کلیات کے اصول اور استخراج نتائج کے [illegible] صغریٰ کبریٰ کی ترتیب [illegible] کا بیان [illegible] کی ثابت اُس سے [illegible]

[illegible] ثبت حاصل کی اور [illegible] عقل [illegible] اور تاریخ اور دیگر مسائل کی [illegible] تحقیق کی [illegible] سے اپنی سعت کی [illegible] انھون نے ایک خاص علم اپنے [illegible] مین داخل کیا جسکا نام علم کلام ہے۔

طبیعات مین مسلمانون نے پوری تقلید یونانیون کی مگر چونکہ اُنھون نے

پھر انھون نے رصدخانے بھی کثرت سے بنوائے اور زیچ کواکب بھی تیار
کیے جنکا نشان سماسیہ بغداد-دمشق-اندلس-سمرقند کے ٹوٹے کھنڈرون
سے اب بھی ظاہر ہے-

مسلمانون نے بطلیموسی نظام کی غلطی کا کوپرنکس سے پہلے خیال کرلیا تھا
چنانچہ محمد بن عبدالملک طفیل جسکو انگریزی مین ابوباسر کہتے ہین اور جو بارھوین
صدی مین اندلس مین پیدا ہوا اُس نے اس نظام سے انکار کیا جسکی تصدیق
الیٹ ریجس اپنے رسالہ علم ہیئت کے دیباچہ مین کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ
نام گرامی ابوباسر نے کہا ہے کہ نظام شمسی اور حرکات اجرام فلکی امور تحقیقات
مین اور یہی طرح پر ہین جو نظام قدیمہ یونانیہ کے خلاف ہین-

علم مرایا ومناظرہ مین بھی مسلمانون نے بڑی ترقی کی چنانچہ ابوعلی الحسن جو
گیارھوین صدی مین ہوا اُس کا رسالہ علم مرایا ومناظرہ کا یورپ کی مشہور
کتابون مین سے ہے جس کو ونہر نے ترجمہ کیا اور جو ۱۵۷۲ع مین بمقام بیل
چھاپا گیا- اس محقق نے یونانیون کی یہ غلطی ثابت کی کہ شعاع نظر آنکھ سے نکل کر
کسی چیز پر نہین پڑتی ہے بلکہ اُس نے تشریح اور علم مثلث کی دلیلون سے
ثابت کیا ہے کہ تمام چیزون کی شبیہ آنکھ مین آکر بنتی ہے جسکی تحقیقات کا نتیجہ وہ
ہے جو آج فوٹوگراف کی تصویرون سے دکھائی دیتا ہے- ہیبت اللہ بن حسین
بغدادی نے جو کہ مسترشد باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ مین تھا زمین کی رفتار
کا اندازہ نکالا اور اُس کو دلائل ہندسیہ سے ثابت کیا-

علم ہوا مین ابوعلی الحسن ہی اس مسئلہ کا موجد ہے کہ جس قدر ہوا زمین سے

طبیعت اونچی ہوتی ہے اُسی قدر وہ سبک اور ہلکی ہوتی ہے۔

علم ہندسہ اور حساب میں مسلمانوں نے بہت توجہ کی۔ اقلیدس کے مقالوں کا ترجمہ یونانی اور سُریانی اور رومی زبان سے مختلف عالموں نے کیا جن میں سے حجاج اور حنین اور ثابت اور ابو عثمان کے ترجمے مشہور ہیں پھر اُس کی اصلاح و تہذیب بہت سے عالموں نے کی۔ اُس پر سیکڑوں شرحیں لکھیں آخر علامہ نصیر الدین طوسی نے اُس کی تکمیل کی [illegible] ترتیب و تہذیب [illegible] ترجمہ رہے۔

مسلمانوں نے ارشمیدس حکیم کی کتاب اصول ہندسہ کا بھی ترجمہ کیا اور اُس کی شرحیں لکھیں چنانچہ [illegible] ابن [illegible] اور نصیر الدین طوسی [illegible] کی [illegible] اب تک مشہور ہیں۔ اقلیدس کی کتاب جو مخروطی شکلوں اور خطوط منحنیہ کے بیان میں ہے اس کے سات مقالے ترجمہ کیے گئے ہیں جس میں سے چار مقالوں کا ترجمہ احمد بن موسیٰ شمسی نے اور باقی کا ثابت ابن قرہ نے کیا۔ ان کے سوا اور بھی چند نامی حکماے یونان کی کتابیں اس فن کی عربی میں ترجمہ ہوئیں

حساب میں بھی مسلمانوں نے کم ترقی نہیں کی۔ انھوں نے ہندوؤں سے مراتب اعداد کا لکھنا سیکھا اور اُسی لیے اس کا نام انھوں نے اعداد ہندیہ رکھا۔ فن جبر و مقابلہ کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض مسلمانوں کو اس کا موجد بیان کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونانیوں کے عالموں سے اخذ کیا تھا مگر پھر اس میں بہت سی ترقی کی۔

علم ہیئت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی۔ انھوں نے ہندوستان

مین سفر کیا۔ زبان سنسکرت کو سیکھا اور نہایت مشہور دو کتابین سنسکرت زبان
کی جن کا نام چرک اور سشرت تھا عربی زبان مین ترجمہ کین۔ سب سے
پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری مین موسی بن موسی الفزاری نے سنسکرت کا ترجمہ شروع
کیا۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان مین آیا اور اُس کے بعد دس عالم
ہندوستان مین آئے اور ہندوؤن کے علوم کی کتابون کو عربی مین ترجمہ کیا
بقراط اور جالینوس کی عمدہ کتابون کو بھی نہین چھوڑا۔ بو علی سینا کا قانون
[illegible] یورپ کے مدرسون مین پڑھایا جاتا [illegible]

اس [illegible] حکیم کی نسبت [illegible] ہنری [illegible]
مترجم اور شارح ارسطو کی حکمت کا نہ تھا بلکہ اُس نے بہت سے علم وکمال سے
اپنی طرف سے بھی بہت کچھ دخل دیا اور [illegible]
غلطیان درست کین

جو اس [illegible] ظاہری و باطنی [illegible]
سب کرتے ہین ہمبولٹ کا شمس [illegible] لکھا ہے کہ دواسازی کا علم عرب نے پیدا
کیا تھا۔ چند دواؤن کے مرتب کرنے اور نسخہ لکھنے کا طریقہ انھین کا ایجاد ہے اور
[illegible] یہان سے اور ملکون مین پھیلا۔

علم کیمیا یعنی حل وعقد کی ترقی کی نسبت [illegible] صاحب کا قول کافی ہے کہ وہ
لکھتے ہین کہ اس کی ایجاد عرب ہی سے ہے۔

علم نباتات [illegible] مین ابو عثمان اور عبدالرحمن مصری اور عباس ابن
بیطار کی کتابین اُن کی توجہ پر گواہی دیتی ہین۔ طاہر بن محمد یوسف غزنوی نے

دس جلدین اس علم مین لکھی ہین۔

علم حیوانات مین اُن کو زیادہ ترقی نہین ہوئی۔ انھون نے صرف ارسطو اور گیلن کی کتابون کے ترجمہ پر اکتفا کیا۔

علم جغرافیہ مین بھی اُنھون نے بسبب اپنے دریائی سفرون اور خشکی کی سیاحت اور کثرت تجارت کے اور آخر کو بسبب اپنے فتوحات کے بہت عمدہ تہذیب حاصل کی۔ ادریسی اور ابوالفدا اس فن مین مشہور ہین۔

علم موسیقی مین فارابی نے وہ کمال حاصل کیا تھا جس کی اہل یورپ بھی تصدیق کرتے ہین۔ جارج ہنری لوئیس صاحب نے لکھا ہے کہ علم موسیقی [illegible] اس کی تصنیفات نہایت کامل ہین اور اس نے اگلے مصنفین کی غلطیون [illegible] اچھی طرح درست کیا ہے۔

غرضکہ مسلمانون نے تحقیقات علوم مین نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی کی [illegible] جرمن کے مورخ نے نہایت انصاف سے یہ بات [illegible] اور قومون سے کتنا ہی کچھ کیون نہ سیکھا مگر انھون نے تحقیقات [illegible] سے اُس کو بہت کچھ ترقی دی"

جارج ہنری لوئیس صاحب ہسٹری آف فلاسفی مین لکھتے ہین کہ یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ عرب ہی نے تمام کتابون اور تصویرون کو [illegible] کی تباہی سے محفوظ رکھا اور انھین کی وجہ سے یورپ مین [illegible] پہنچا۔ اس امر خاص مین یورپ اُن کا ممنون احسان ہے اور اس سے بڑا احسان عرب کا یورپ پر یہ ہے کہ ان لوگون نے علم ہندسہ اور ہیئت اور طب اور کیمیا مین

بڑی کوشش کی اور انھین کی بدولت اسپین سے فرانس ہوکر انگلستان مین علم پھیلا"

ڈاکٹر ڈراپر صاحب لکھتے ہین کہ "علم کے سیکھنے مین اہل فرنگ ابو علی الحسن اور ابو موسیٰ اور ابو الوفا اور علماے عرب سے زیادہ تر احسان مند ہین۔ ابو الوالد جسے انگریز "اور دروس" کہتے ہین وہ شخص تھا کہ جسکی تصنیفات کی چار سو برس تک عیسائی۔ یہود تعظیم و تکریم کرتے رہے اور بہت سی کتابین اُس کی جن کا نام ہی اب مسلمان نہین جانتے زبان عربی اور لیٹن مین موجود ہین۔ چنانچہ جرمن مین پچاس سے زیادہ اُس کی تصنیفات طبع ہو چکی ہین۔

ڈاکٹر ہیلی صاحب بھی اپنی تاریخ اسپین مین اس کی تصدیق کرتے ہین اس نامی ڈاکٹر نے جو بمقابلہ اُس زمانہ کے مسلمانون کی حکمت اور فلسفہ کا یورپ سے کیا ہے اُسکے دیکھنے سے اندازہ اُس ترقی کا ہوسکتا ہے جو مسلمانون نے علوم ہیئت کی تھی۔ مسٹر لیو نامی فرانسیسی مدرس علوم تاریخ کا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ "جب علم طب اور طبعیات اور کیمیا اور ریاضت عرب کے ہاتھ آیا تو انھون نے اُس مین بہت کچھ ترقی کی یہان تک کہ ان علوم مین اُن کی فضیلت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اور جہان تک ہم کو معلوم ہے گو یا وہ ایک نمونہ ہے اُس اصلی فضیلت کا جو آج تک ہم کو معلوم ہی نہین ہوئی۔ بہر کیف عرب کی قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہے اور جن کمالات کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا وہ اب ہم کو اُن کی کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کے اصلی موجد عرب ہی ہین"۔ ایک دوسرا فرانسیسی عالم لکھتا ہے کہ "عرب کی قومون

کو خدا نے دنیا مین اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم وفنون اور اسباب تمدن کو ان مختلف قومون تک پہونچا دین جو فرات کے کنارے سے لیکر ہسپانیہ کی وادی کبیر تک پھیل رہی ہین۔ چنانچہ اُن تمام قومون نے جملہ کمالات اسی قوم عرب سے حاصل کیے تھے۔

فنون دستکاری کو اہل عرب نے رومیون کے بڑے بڑے شہرون مین جاکر بخوبی حاصل کیا تھا اور پھر خود اُسکو ترقی دی تھی۔ ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک گھڑی بطور تحفہ کے شارلیمین بادشاہ فرنگستان کو جو اُسکا بڑا دوست تھا بھیجی تھی اور جسکا ذکر ایجن ہارڈ صاحب نے کیا ہے مسلمانون کے فنون دستکاری مین ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے۔

عرب واسپین کے ہتھیار وغرناطہ یعنی گرینڈا کا حریر نہایت مشہور تھا۔

فن عمارت مین بھی انھون نے بہت ترقی کی تھی۔ وہ حوض وفوارہ نہایت خوبی سے بناتے تھے۔ اور مختلف قسم کے پتھرون کے گل بوٹے تراش کر مکانات کی عمارت کو آراستہ کرتے تھے گنبد بنانے کی ترکیب انھون نے یونانیون سے اخذ کی مگر پھر اس کو نہایت ہی خوبصورت کردیا۔ قرطبہ یعنی کارڈوا کی جامع مسجد اور اسپین کی وادی کبیر مین عبدالرحمن ثالث کا قصر عالی اور کارڈوہ کا محل اور ہندوستان مین قطب کا مینار اور تاج کا روضہ اور علی مردان کی نہر اُن کی صناعی کے شاہد ہین۔

تصویر بنانے مین مسلمانون نے کچھ ترقی نہین کی کیونکہ بُت پرستی کی جڑ مٹانے کی غرض سے وہ ممنوع کی گئی تھی مگر مکانات کی آراستگی کے لیے انھون نے ایک

قسم کے نقوش جدیدہ ایجاد کئے تھے - پہلے تو وہ کچھ نقش وغیرہ تھے - پھر وہ ایسے خطوط
رہ گئے جن کا آپسمین تقاطع ہوتا تھا اور وہ خطوط حروف عربی کے مشابہ تھے کہ جن سے
طرح طرح کی ظرافت آمیز عمدہ عمدہ خوش وضع شکلین پیدا ہو جاتی تھین -

جہاز بنانے مین بھی انھون نے ترقی کی تھی - چنانچہ سنہ ۹۷۰ء مین عبدالرحمن
خلیفہ اسپین نے ایک ایسا بڑا جہاز بنایا کہ اب تک ان ملکون مین کسی نے نہ دیکھا تھا -
اور اسپین کے مسلمانون کے جہاز بہت بڑے بڑے ہوتے تھے - غالبًا اسپین والے
جو بڑے بڑے جہازون کا استعمال کرتے ہین اُن کے جہاز اہل اسلام کے جہازون کی
نقل ہین - ہندوستان مین بھی محمود بادشاہ گجرات نے ایسا ایک بیڑا جنگی جہازون کا
تیار کیا تھا جس سے بڑھ کر ہندوستان مین کبھی نہین ہوا - ضلع کبرجا پر اس بادشاہ
کے بہت سے جنگی جہاز جن پر توپین چڑھی رہتین تیار رہتے -

اخلاق تو ہمیں مسلمانون کے بانی مذہب نے نہایت عمدہ اصول پر قائم کیا
سچائی اور وفاداری اخلاص اور نیکی - ہمدردی و محبت دشمنون کو معافی اور برائی کا
بدلا بھلائی اصلی اصول نجات کے ہین -

غیر مذہب والون کے ساتھ جو اخلاق خود بانی اسلام نے برتے وہ اس مثال سے
ظاہر ہو سکتے ہین کہ عیسائی ایلچی جب مدینہ مین آئے تو خود اپنی ذات سے انکی مہمانداری
کی اور باوجودیکہ [illegible] تھے اور [illegible] کے قائل مگر ان کو اجازت دی کہ اپنی
نماز اسی مسجد مین پڑھین جو ایک خدا سے واحد ذوالجلال کا نام لینے کو کچی مٹی اور کھجور
کے درختون کی لکڑی سے بنائی گئی تھی - اگرچہ بعد کو اس نہایت قابل تعظیم اخلاق
کی پیروی کم ہوئی - مگر کچھ نہ کچھ اسکا اثر ہر ایک زمانہ مین پایا جاتا تھا جبکہ بیت المقدس

فتح ہو گیا تو وہان کے عیسائیون نے اُن اصحاب رسول کی دعوت کی جو کہ بیت المقدس کی فتح کے لیے گئے تھے۔ چنانچہ ان سب نے قبول کی اور گرجے مین ان کو کھانا کھلایا گیا وہ سب کھانا کھاتے اور گرجے کی تصویرون کو تعجب سے دیکھتے جاتے تھے۔

سلطان صلاح الدین بھی عیسائی بادشاہون سے باوجودیکہ ہمیشہ اُنکا مقابلہ کرتا رہا نہایت حسن اخلاق سے پیش آتا اور اُن کی تعظیم کرتا تھا امیر سیدا جو عیسائی مذہب رکھتا تھا جب صلاح الدین کے پاس آیا تو اُس نے نہایت تعظیم اور تکریم کی اور اُسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور شقیق کا امیر جو کہ فرنگیون کے نامی امیرون مین سے تھا سلطان کے خیمے پر آیا تو اُس نے بڑی عزت کی اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا۔ اپنے کے حاکمون اور امیرون نے جیسا برتاؤ غیر مذہب والون سے کیا تھا۔ اسکی نسبت ڈان بھی لوئیس صاحب یون کہتے ہین کہ اسپین مین علم اور حکمت کے کمال نے تعصب کو ایسا مٹا دیا تھا کہ زمانہ حال کے لوگ سنکر تعجب کرین گے کہ یہودی اور عیسائی اور مسلمان ایک ہی زبان بولتے اور ایک ہی قسم کے گیت یا شعر پڑھکر خوش ہوتے تھے ایک ہی طرح کا خیال رکھتے تھے۔ عرب۔ یہود۔ نصاریٰ کو اپنے فرایض مذہبی اور رسمیات کے ادا کرنے سے مطلقاً حارج و مانع نہ تھے بلکہ اُن کی دوستی و محبت و ربط و ضبط یہان تک بڑھا کہ مسلمان اور عیسائی اور یہود مین شادی بیاہ ہونے لگے۔

مان باپ کے ادب کی نہایت تاکید کی گئی۔ جن لوگون نے کسی نہایت متعصب مسلمان ترک کو اپنی بوڑھی عیسائی مان کو اتوار کے دن اپنی پیٹھ پر سوار کر کے گرجا نماز پڑھانے کو لیجاتے دیکھا ہو گا وہ نہایت تعجب کرتے ہون گے کہ مسلمانون کے مذہب کے بانی نے مان باپ کی کس قدر تعظیم و ادب کی تعلیم کی ہے۔

عرب کے پیغمبر نے عورتوں کو روحانی زندگی میں بالکل مردوں کے برابر کر دیا۔ اتنا فرق بھی انہیں نہیں رکھا جیسا کہ دائیں اور بائیں ہاتھ یا سولہ آنہ دو روپیہ میں ہے وہ اسی طرح نیکی کر سکتی ہیں جسطرح کہ مرد۔ وہ اسی طرح روحانی ترقی پا سکتی ہیں جس طرح کہ مرد۔ کوئی مذہبی نیکی ایسی نہیں ہے جو مرد پا سکتا ہو یا کر سکتا ہو اور وہ نیکی عورت کے لیے نہ ہو۔ اُن کے دنیاوی حقوق سے بھی غفلت نہیں کی۔ وہ اسیطرح اپنے مال کی مالک ہیں جیسا کہ مرد۔ وہ سب قسم کے معاہدہ کی مجاز ہیں۔ اپنی جائداد کی خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ وہ خود آپ مالک ہیں۔ ہبہ کر سکتی ہیں۔ بیع کر سکتی ہیں تمام تصرفات جو مرد کر سکتا ہو وہ بھی کر سکتی ہیں۔

پالیگمی یعنی تعدد ازدواج میں بانی مذہب کا یہ قول ہے کہ ایک دو تین چار تک عورتیں نکاح میں لا سکتے ہو لیکن اگر اندیشہ باہم عدل نہ کر سکنے کا ہو تو پھر صرف ایک ہی چاہیے۔ پس اگر اسکے حکم منفی کا خیال ہو تو پھر ایک کے سوا جائز نہیں رہتی۔ پس اجازت اور امتناع کو ایسی عمدگی سے ایک ساتھ بیان کیا ہے کہ بجز حالت خاص کے جس کا جائز رکھنا بلا شبہ عقل کے موافق ہے تعدد کو معدوم کر دیا ہے۔

اس سے بھی زیادہ عمدگی سے طلاق کے مسئلہ کو بتایا ہے۔ طلاق کی اجازت دی۔ جسکی اجازت دینا بلا شبہ نہایت ضروری تھی مگر اس کو مباح فعل بتایا جس سے بے انتہا ناراضی خدا اور رسول کی پائی جاتی ہے یہان تک کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ طلاق دینے والا قتل ہونے کے لائق ہے اور اس عمدہ نصیحت سے طلاق نہایت تعقل طور پر برتی جانے لگی۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایک بات جو اپنی آخر عمر میں بانی اسلام نے فرمائی اور جو سب سے مقدم تہذیب انسانی کا مسئلہ تھا اور جسکو سو وقت تک کسی نے

نہ کہا تھا اُس پر اس وجہ سے کہ رواج عام کے بالکل برخلاف تھا کسی کا خیال نہین گیا۔
اگر بانی اسلام چند روز اور دنیا مین رہتے تو وہ مسئلہ بھی حل اور مسائل کے عام ہو جاتا۔
اور وہ مسئلہ غلامی کو بالکل معدوم کر دینے کا تھا۔ بانی اسلام نے ان چند لفظون سے
کہ "فاما منا بعد و اما فداء" یعنی لڑائی کے قیدی سب چھوڑ دیے
جا دین خواہ کچھ لیکر خواہ احسان رکھکر۔ غلامی کو بالکل معدوم کر دیا ہو اور کچھ شبہ نہین
کہ اس نص صریح سے مسلمانون کے مذہب مین غلامی بالکل ممنوع ہو گو کہ کسی کو
اس کا خیال نہ آیا ہو۔
دختر کشی کی رسم جس پر عرب کو اس ملک کے ہندؤن سے بھی زیادہ فخر تھا کسی کچھ
مسلمانون مین سے مٹ گئی جسکا نام و نشان بھی نہین پایا جاتا۔
مسلمانون کی معاشرت کے طریقے۔ ملنے جلنے کے قاعدے بھی نہایت عمدہ
تھے۔ بزرگون کا ادب۔ بڑے بوڑھون کی تعظیم۔ بات چیت مین نرمی و اعتدال
کسی کی طرف جھوٹ و عیب کی نسبت کرنے کا خیال۔ طعن و طنز کا لحاظ فحش اور
اخلاق و حیا کے خلاف باتون سے نفرت۔ بے پوچھے کسی کی بات مین دخل نہ دینا
سرگوشی نہ کرنا۔ جاہلون نادانون سے نہ جھگڑنا۔ مذہبی گفتگو بے ضرورت نہ کرنا۔ بیہودہ
ہنسی اور ہزل سے نفرت۔ وہ آداب مجلس تھے کہ جن کے لحاظ نہ رکھنے سے انسان
بدتمیز اور سوسائٹی سے خارج کرنے کے لائق سمجھا جاتا۔
شادی بیاہ کے دستور بھی تہذیب سے خالی نہ تھے۔ قبل نکاح کے مرد و عورت کا
ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند کر لینا بجوت اور بلا لحاظ کسی جاہلانہ خیال کے اور ان شوہر
کا اپنی رضامندی ظاہر کرنا ایک عام دستور تھا۔ نکاح کے وقت ایک مختصر مجلس

عزیزون اور خاص دوستون کی مرتب ہوتی۔ اور ایک مختصر حسب حیثیت سامان
مان باپ کی طرف سے لڑکی کو دیا جاتا۔ اور بعد نکاح کے ایک مختصر سی دعوت
دوست آشناؤن کی کی جاتی۔ عورتین بالکل اپنے گھر کی مالک اور منتظم سمجھی جاتین۔
اور سب گھر کا کام کاج اُن کے تعلق ہوتا۔ نوکر چاکر بھی اُن کے تابعدار ہوتے۔
یہان تک کہ مرد بھی بے رضامندی اُن کے کوئی کام نہ کرتا۔ اگرچہ عورتون کو
باہر نکلنے کی عام اجازت نہ تھی مگر مسجدون مین نماز کے لیئے آنے اور بضرورت باہر
نکلنے یا اپنے خاندار خاص عزیزون کے ساتھ سفر کرنے سے ممنوع نہ تھین اور منھ
اور ہاتھ کو تو شرع نے بھی ستر مین داخل نہین کیا۔ اولاد کی تعلیم اور تربیت پہلے تو
استادون اور اتالیق کے ذریعہ سے خاص خاص طور پر ہجاتی مگر تیسری صدی
سے عام مدرسون مین تعلیم دینے۔ اور دور دراز شہرون مین لڑکون کو بھیجدینے کا عام
رواج ہوگیا۔ فارس اور دیلم کے سلاطین و امراء کا تو یہ عام طریقہ تھا کہ اولاد کو باہر
ہی بھیجکر تعلیم و تربیت دلاتے۔ اسی سبب سے اُس زمانے کے اکثر شہزادے اور
امیرزادے عالم اور ادیب اور منشی ہوتے۔ جس کی تصدیق ڈریپر ڈسن صاحب نے
کی ہے۔ ابو الفدا جو ایک نامی بادشاہ تھا ایسا مورخ دجغرافیہ دان اور مصنف
ہوا ہے کہ اُس کی نظیر دوسری قوم مین کم ملے گی۔ کرخ کا مدرسہ جسے وزیر ابونصر نے
بنایا اور ناصریہ کالج جسے مستنصر باللہ نے دجلہ کے کنارے پر تعمیر کیا اور جس کے
متعلق شفاخانہ اور حمام اور رہنے کے مکانات بھی تھے اور جنکے لیے لاکھون
روپیہ کا سرمایہ وقف تھا اور نظامیہ مدرسہ بغداد کا عام تعلیم و تربیت کے لیئے
عمدہ مدرسے تھے۔

لڑکیون کی بھی تعلیم گھر پر بذریعہ پڑھی لکھی عورتوں کے یا بڈھے نیک چلن استادون کے ایسی عمدہ ہوتی کہ صدہا مسلمان عورتین ایسی گذری ہین کہ اُن کا کلام ان کی کتابین اسوقت ہمارے سامنے موجود ہین - اُس عمدہ تعلیم و تربیت کے سبب سے خیالات اُن کے ایسے روشن ہو جاتے تھے کہ ہمدردی اور قومی بھلائی کے جوش مین اپنا سارا سرمایہ خرچ کردیتین - ناصر الدین بادشاہ جس کی بی بی زمرد نام نے جو ساتوین صدی مین ہوئی ہی اپنا کل مال و متاع ایک بڑے کالج دمشق کے بنانے اور اُس کے آئندہ اخراجات مین صرف کردیا -

لباس و پوشاک کا حال یہ ہی کہ عرب کا اصلی کرتہ اور تہبند اور ایک خاص قسم کا عمامہ یا گول ٹوپی اور موزہ یا جوتہ کو بھی وہ ایک ضروری جز و لباس کا جانتے تھے جسکو شارع نے بھی زینت نماز فرمایا ہے - مگر پھر مسلمانون نے کیانیون اور عجمیون کا لباس زیادہ پسند کیا اور تھوڑی سی تبدیلی سے اُسے اپنے یہان رواج دیا - بعض بادشاہون نے خود بھی لباس مین کچھ ایجاد کی جیسا کہ ۱۵۲ ہجری مین منصور خلیفہ نے ایک لمبی گول ٹوپی جو لکڑی کی پتلی تیلیون سے بنائی جاتی جس پر سیاہ رنگ یا کالا کپڑا منڈھا جاتا اور غالبا وہی ٹوپی ہے جسے اب انگریز استعمال کرتے ہین - پھر تاتار کے مسلمانون نے وہ سُرخ ٹوپی ایجاد کی جسے اب ترک پہنتے ہین اور ہندوستان کے بھی بعض ٹھیٹ مسلمانون کے مبارک سرون پر دکھائی دیتی ہے - شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایک خاص قسم کی لال ٹوپی ایجاد کی - جس کے سبب سے ایرانی اپنے آپ کو قزلباش یعنی لال سرون والا کہتے ہین - ہندوستان مین بھی ایک خاص قسم کا درباری لباس تجویز کیا گیا - یعنی سفید ململ کا جامہ جسے

آیا کی گون کہنا چاہیئے - اور کمر بند اور پگڑی جسکی بڑی زینت بازوبند اور مالا سے سمجھی جاتی تھی - یہ لباس شاید مصریون کا تھا اس لیے اسکا نقشہ شہر تھیبس کے قبرستان مین بعض بادشاہون کی تصویرون مین پایا گیا ہے -

عورتون کا لباس گو بہ نسبت ایک چادر اور تہہ بند کے بہت درست کیا گیا مگر درحقیقت اس مین کوئی عمدہ ترقی نہین ہوئی کھانے پینے مین یونانیون اور عجمیون کی طرح دسترخوان کی رونق اور آراستگی حضرت معاویہ امیر شام کے وقت سے شروع ہوئی - پھر عباسیون کے زمانہ مین چھوٹی میز پر کھانا رکھکر کھانے کا رواج ہوا جسے بعض نادان مولویون نے بدعت بتایا - اور چھٹی صدی تک اسکا جھگڑا رہا جسکی نسبت امام غزالی رح نے یہ تصفیہ کیا کہ نہ گناہ ہے نہ بدعت ہے - بلکہ اس مین صرف تعظیم کھانے کی ہے - غرض آٹھوین صدی سے لے کر تیرھوین صدی تک مسلمانون کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی - یہان تک کہ یورپ نے مسلمانون ہی کی معاشرت و تمدن دیکھ کر اس مین ترقی کی - گیارھوین صدی کے آخر سے تیرھوین صدی تک جو صلیبی لڑائیان مسلمانون اور عیسائیون مین بیت المقدس مین ہوئین اس کی نسبت یورپ کے مورخون کا قول ہے کہ ,,گو ان لڑائیون سے بیشمار آدمی ضایع ہوے اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فائدے کے ضایع ہوا لیکن انجام کار اُس سے فائدے بھی بہت کچھ ہوے جسمین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے ان مشرقی قومون سے سیکھے - اور شہریون کی سی عادتین اختیار کین اور دنیا کے حالات کی تحقیق کے واسطے

سفر کی عادت ڈالی۔ خلاصہ یہ ہو کہ یورپ کی قومون کو تمدن کے طریقے اسی قدر
سے معلوم ہوے جب سے وہ مسلمانون کی اُن قومون سے ملے
جو تمدن اور حسن معاشرت اور علوم و فنون اور ہنر و کمالات مین ان سے فوقیت لے گئی تھیں
تجارت اور زراعت مین بھی مسلمانون نے بہت ترقی کی تھی ان کو ہمیشہ سفر
کی طرف رغبت رہی ہی جب ان کی سلطنت فرانس اور اسپین کے درمیان سے ہوتی ہوئی
کے بیچ سے گزر کر ہالینڈ تک پہونچی تو اسوقت وہ دنیا کے بڑے نامی تاجرون
مین ہو گئے اور فن زراعت مین توغل اُن سے کوئی نہ تھا اس واسطے کہ جسقدر
پانی کے خزانے بنانے اور اسکو اپنی کھیتی کی کیاریون مین برابر پہونچانے مین یہ لوگ
مضبوط تھے۔ دوسرا نہین ہوا۔ اہل عرب پہلے سے تجارت مین نامور ہین۔ چنانچہ
وہ جزیرہ بحر احمر کا جس کو جزیرہ اسکاترہ کہتے ہین اور لنکا کا مغربی کنارہ اور ملیبار
عربون کی بستی سے معمور تھے۔ اور جب مشہور جہازران واسکو ڈیگاما صاحب پندرھوین
صدی کے آخر مین ملیبار کے کنارہ پر پہونچے تو انھون نے تمام تجارت مسلمانون
کے ہاتھ مین پائی۔ چنانچہ ابتک اُن کی نسل باقی ہی جو موپلا کے نام سے مشہور ہین۔ اور
باوجودیکہ اب وہ بالکل وحشی ہوگئے ہین مگر قدیم دستور کے موافق تجارت کرتے ہین۔
مسلمانون نے جب ایران کو فتح کیا اسوقت دجلہ اور فرات کے موہانہ پر انھون نے
بصرہ شہر کو اس ارادے سے بسایا کہ گجرات اور سندھ سے جو دریاے سندھ کے
پورب مین واقع ہے تجارت کر سکین۔ انھون نے دریاے فرات کے
کنارون سے بحر ظلمات کے ساحل تک اپنی تجارت پھیلائی اور کارسیکا اور
سارڈینا اور جنوبی اٹلی مین بہت سے شہر آباد کیے۔ ایک عرصہ دراز تک یہ تجارت مسلمانون

مین اُن کے تجارتی جہاز اپنے بادبانون سے سمندر کی لہرون کو رونق دیتے رہے۔
سیاست مدن کا طریقہ جواب امریکہ مین جاری ہر وہ مدت ہوئی کہ مسلمانون نے
قائم کیا تھا۔ معزز و ممتاز لوگون کی راے سے جو کہ اپنے دینی کی لیاقت رکھتے تھے
اور جنکو اہل حل و عقد کہتے ہین ایک شخص کا بطور پریسیڈنٹ کے ہونا قرار پایا تھا۔ وہ
پریسیڈنٹ جبتک کہ اپنے عہدے کا کام انصاف سے کرے اپنے عہدے پر بحال رہنے
کے لائق تھا بیت المال مین سے اُسکو مثل ایک عام مسلمان کے اور کچھ زیادہ حق نہ تھا۔
اس پریسیڈنٹ کو جسے ہم خلیفہ کہتے ہین تمام امور مین معتبر لوگون سے مشورہ
کرکے کام کرنا واجب تھا غلطی سے روکنے کا ہر ایک مسلمان کا حق تھا۔ اور قصور
کی حالت مین موقوف ہو سکتا تھا۔ پہلے خلیفہ نے لوگون سے کہا کہ اچھی باتون مین
میری مدد کرو اور بُری باتون مین روکنے کا تم کو حق ہے۔ دوسرے خلیفہ
نے رعایا کے دلون کے امتحان لینے کے لیے ایک روز خطبہ مین پوچھا کہ اگر مین ناجائز
حکم دون تو تم لوگ کیا کرو۔ ایک عام جوان آدمی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ فوراً
خلافت کی گدی سے تم کو اُتار دین اور دوسرے کو خلیفہ بنا دین۔
چوتھے خلیفہ کو ایک یہودی کے مقابلہ مین زرہ کے دعوے مین ایک عام
مسلمان ذی جج کے محکمہ مین حاضر ہونا پڑا اور جج نے اُس سچے نیک عادل خلیفہ
کے برخلاف حکم دیا اس وجہ سے کہ قانون کے موافق ثبوت نہ تھا۔
پانچوین خلیفہ برحق حسن ابن علی کے عہد مین بھی اصول سیاست اسی طرح قائم رہے
مگر افسوس ہے کہ بہت سببون اور بے انتہا خونریزیون کے بچانے کی غرض
سے اس خلیفہ برحق نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور سلطنت شخصیہ قائم ہو گئی۔

جسکو ہمارے پیغمبر نے ملکاً عضوضاً کہا تھا اور جس کو یونانی تیرنٹ یعنی ظالم کہا کرتے تھے۔ اُس دن سے اصول سیاست جو مسلمانون کے بانی نے قائم کیے تھے خودمختاری کے پانؤن کے تلے روندے گئے

شخصیہ سلطنت جاری ہونے کے بعد سلطنت موروثی اور خاندانی ہوگئی اور ولیعہدی اور جانشینی کی خراب رسم جاری ہوئی۔ چنانچہ اکثر ظالم اور بے رحم سلطنت کے مالک ہوگئے جنھون نے ظلم و ستم سے دنیا کو تنگ کردیا بہت سے لوگ ان واقعات مین مارے گئے اور اکثر اچھے نیک پاک لوگ جلاوطن ہوگئے مدتون تک کشت و خون جاری رہا۔ رعایا کا مال ان بے رحم بادشاہون کا ترکہ اور لوگون کی جانین اُن کی قربانی اور فدیہ ہوگئین۔

جب شخصیہ سلطنت کے جاری ہونے سے حکومت کسی قانون عقلی اور نقلی کے تابع نہ رہی بلکہ سلطنت ایک شخص کی خواہشون اور اُسکے غیظ و غضب کے تابع ہوگئی۔ تب اُس زمانہ کے دانا نیک آدمیون نے اُس خودمختاری کے روکنے مین بڑی سعی کی۔ اُن کے لیے ایک مجموعہ قانون کا بنایا جو قرآن و حدیث کے صاف و صریح حکمون یا اُن کے اشارون کنایون اور اُنکے اپنے ذہنون مین جو واقعات پیش آنے تھے اُنکی نظیرون سے مرکب تھا۔ اور اب جو ہماری فقہ کی کتابون مین مدون ہے اور جسے قانون شریعت یا محمڈن لا کہتے ہین۔ مگر چونکہ اس پر عمل کرنا ہمیشہ خودمختار بادشاہون کے اختیار مین تھا۔ اور کوئی ایسی جماعت یا ایسی کونسل جو بادشاہ کو اُس کی تعمیل پر مجبور کرے موجود نہ تھی اسلیے اس پر بہت کم عمل کیا گیا۔ اور خودمختاری کے روکنے مین یہ قانون کامیاب نہ ہوا

جیسا کہ سلطنت شخصیہ کا عام قاعدہ ہے ویسا ہی مسلمانوں کی سلطنت شخصیہ مین بھی ہوا۔ کبھی تخت پر ایسا ظالم قابض ہوا جس نے دنیا کو جور و ظلم سے بھر دیا اور کبھی ایسا نیک اور عادل جانشین ہوا۔ جس نے نہایت عدل اور انصاف سے حکومت کی۔ اسوقت مجھ کو نہایت زیبا ہو کہ مین اُس بڑے عادل خلیفہ عبدالعزیز کے نام کو یاد کرون جس نے اپنی حکومت مین نہایت عدل برتا۔ اسکے عہد کے ایک صوبہ دار اسامہ نے عیسائی رعایا پر کچھ زیادتی کی تھی۔ خلیفہ نے پابزنجیر اُس کو طلب کیا۔ اور دوسرا حاکم اُس کی جگہ بھیجا جسکو ان احکام کی تعمیل کا حکم دیا تھا کہ تمام عہد و پیمان جو خراج گزارون سے کئے گئے ہین وہ باحتیاط قائم رکھے جاوین اور وہ لوگ اپنے عبادت خانون اور گرجاؤن پر قابض رہین۔ کوئی مسلمان اُن سے پرخاش نہ کرے نہ اُن پر جھوٹی تہمت لگانے پاوے انصاف کے وقت مسلمان اور غیر مسلمان برابر سمجھا جاوے سلطان صلاح الدین بھی انھین نیک اور عادل بادشاہون مین ہوا ہے جس نے مسلمان اور غیر مسلمان کو انصاف مین برابر جانا اور مرنے کے وقت اپنا مال جو وقف کیا اُسکی نسبت وصیت کی کہ بلا لحاظ مذہب کے محتاجون کو تقسیم کیا جاوے مسلم ہو یا عیسائی یا یہود۔ ابن سہم کلبی جو ایک مشہور نیکنام مسلمان سردار ہوا ہے جب وہ قرطبہ مین مسند نشین ہوا۔ اور مسلمانون کو زمین تقسیم کرنی چاہی تو جتنی زمین مزروعہ عیسائیون کے قبضہ مین تھی وہ بدستور اُن کے پاس رہنے دی۔ صرف بنجر اور غیر مزروعہ زمین کے ٹکڑے جسکا کوئی مالک نہ تھا مسلمانون کو دیئے۔

عبدالرحمن جب اسپین کا امیر ہوا تو اُس نے سارے گرجے جو خلاف شرط

عہد و پیمان کے ضبط کر لیے گئے تھے واپس کر دیے۔

طارق نے جسکا نام جبرالٹر یعنی جبل الطارق کی اونچی چوٹی پر لکھا ہوا ہی۔ جب دار السلطنت اسپین کا محاصرہ کیا اور شہر کے رہنے والون نے صلح چاہی تو وہ اُن کے ساتھ نہایت مستقل مزاجی سے پیش آیا اور اُن کے قبضہ مین رہنے دیا۔ اُن کے مذہبی دستورون مین کچھ مداخلت نہ کی بلکہ اُن کے باہمی حقوق و معاملات کے تصفیہ کے لیے اُن کو اپنے ججون سے فیصلہ کرانے کی اجازت دی۔

محمد قاسم جس نے اول اول ہندوستان پر چڑھائی کی گو تیک اور منصفت امیرون مین نہ تھا مگر جسوقت اُس نے مغلوب ہندوون کے حقوق کی ہدایت چاہی تو یہ جواب عرب سے اُس کو ملا کہ جب لوگون نے اطاعت قبول کر لی تو حقوق رعایا کے مستحق ہو گئے اور اس لیے مذہبی رسومات کے اجرا کی اُن کو اجازت دینی چاہیے۔ اور جو جاگیرین کہ برہمنون کی ضبط کی گئی ہون وہ واگذاشت کر دی جاوین بلکہ تین روپیہ سیکڑہ تک کے محاصل پر جو راجے انکو دیتے تھے وہ سرکاری خزانہ سے دینا چاہیے۔ کیا نظیر اسکی اور کسی فتحمند قوم کی تاریخ مین پائی جاتی ہے۔

اس مین کچھ شبہ نہین ہی کہ مسلمانون نے اسی بات مین ناموری نہین پائی کہ وہ بحر عرب سے نکل کر ہسپانیہ کی وادی کبیر مین جا پہونچے اور وہان سے ہندوستان کے دریاے سندھ مین آ نکلے۔ یا عرب کے ریگستان اور گرم خشک پہاڑون سے چل کر انھون نے اپنی فتح کی جھنڈی اسپین اور فرانس کے پہاڑون پر گاڑ دی۔ اور تھوڑے زمانہ مین اپنی حکومت اٹھارہ سو فرسخ مین قایم کر لی۔

بلکہ وہ اس باب مین بھی نامور ہین کہ انھون نے اپنے مفتوحہ اور مقبوضہ ملکون پر
اپنی راستبازی اور عہد وپیمان مین ثابت قدمی ثابت کردی اور اپنی
تھوڑی اطاعت مین غیر قومون کو ہر قسم کی آزادی بخشی جیسا کہ ڈاکٹر جے اے
کانڈی اپنی تاریخ اسپین مین لکھتے ہین کہ "وہ شرطین جو مفتوحہ قوم پر قائم کیگئی
تھین ایسی ہین کہ لوگون کو بجائے تکلیف کے اُن فتح کرنیوالون سے
اطمینان ہوگیا اور جب انھون نے اپنی اُس تقدیر کا جو پہلے تھی اپنی موجودہ
حالت سے مقابلہ کیا تو اُن کو یقین ہوگیا کہ اُن کی خوش قسمتی ہوگی۔ مذہبی رسوم کے
بجالانے مین آزادی گرجا اور عبادت خانون کی بخوبی حفاظت اہل عزت
جان سے پورا اطمینان یہ سب چیزین اس اطاعت کا معاوضہ تھین جو
انھون نے اس فتح مند قوم کی کی تھی محصول جو لگایا گیا تھا وہ بہت ہی
ہلکا تھا اور تمام لوگون پر عرب کا یہ اعتبار بڑھا ہوا تھا کہ وہ اپنے عہد وپیمان کو
خوب قائم رکھتے ہین اِس عام انصاف نے جو وہ ہر درجہ کے لوگون سے بلا تمیز
کسی قوم و مذہب کے کرتے تھے اُن لوگون کا سب پر اعتبار کرادیا۔ اور تمام
قومون کی آنکھون میں اُن کی عزت ہوگئی اور نہ صرف اپنے معاملات بلکہ دل کی
فیاضی اور عادات کی عمدگی اور اپنی جبلی خاطرداری سے عرب والے اپنے
وقت کے عام لوگون مین معزز و ممتاز تھے۔

ایک نامی مورخ انگلستان کا لکھتا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین نے
دوبارہ بیت المقدس کو فتح کیا تو وہ اُن سے اسی طرح پیش آیا جیسا کہ دسوین صدی
کے آخیر لڑائی مین فتح کرنے والے عیسائی مسلمانون سے پیش آئے تھے اور جنھون نے

[illegible] المقدس کے [illegible] چالیس ہزار مسلمان مع زن و فرزند کے قتل [illegible] نے کچھ ظلم نہ کیا۔ اور جب اہل قلعہ نے اپنے تئین اسکے سپرد کیا سلطان نے اُن عیسائی قیدیون پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تھے کہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کر سکے اُنھین مفت آزاد کر دیا۔ اس بادشاہ کے تہذیب و اخلاق کے سامنے بادشاہ فرانس تو کیا بلکہ رچرڈ شیر دل کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی۔

ملک اسپین کو جو ترقی اور آبادی اور رونق مسلمانون کی حکومت کے زمانہ مین ہوئی اس کی نسبت ایک فرانسیسی عالم لکھتا ہے کہ اسکی ترقی اور آبادی کا قیاس اس پر کر لینا چاہیے کہ ایک مقام قرطبہ مین دو لاکھ گھر اور چھ سو مسجدین اور پچاس شفا خانے اور اسّی عام مدرسے اور نو سو حمام تھے اور سڑکون پر تیل بتّیان اس قدر روشن ہوتی تھین کہ شہر مین چلنے والے اُسکی روشنی مین پھرا کرتے تھے۔

جن فتحمند مسلمان بادشاہون نے ہندوستان کو فتح کیا ان مین بھی اچھے اور بُرے عادل و ظالم سب طرح کے ہوے مگر انھین کی بدولت ہندوٗن مین بھی تہذیب و شائستگی پھیلی۔ جس وقت مسلمانون نے اپنی فتح کا نشان ہمالیہ پہاڑ کی اونچی چوٹی پر اڑایا اس وقت دیکھنا چاہیے کہ ہندوستان کی قومون کا اُن کے لباس کا۔ اُنکی طرز و معاشرت کا کیا حال تھا۔ اور مسلمان فتحمندون کی فتوحات نے ہندوستان کے دلون اور اُن کی خصلتون پر کیا اثر کیا۔ اور اُن کے اخلاق و معاشرت و تمدن مین کیسی تبدیلی پیدا کی۔ جوتا پہننا انھون نے سکھایا یا کپڑا پہننا انھون نے بتایا۔ فرش پر بیٹھنا۔ مختلف طرح کے کھانون کا پکانا۔ مکانات

کی آراستگی - علم مجلس - اور ہزارون چیزین تہذیب و شایستگی کی انھین کی بدولت ہندؤن مین پھیلین - بڑے بڑے شہر انکی بدولت آباد ہوے عمدہ عمدہ عمارتین جواب دنیا مین بینظیر گنی جاتی ہین اُنھین کی توجہ سے تعمیر ہوئین - ہان یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اُن کا زمانہ ایسی تہذیب اور سویلزیشن کا تھا جیسا کہ اب کوئین وکٹوریہ کا ہی جن متعصب مورخون نے مسلمان بادشاہون کے کچھ صحیح کچھ غلط حالات ایک تعصب کے جوش سے بیان کیے ہین اُن کو چاہیئے تھا کہ اُن کے وقت کا مقابلہ نارمن لوگون کے اُس عہد سے کرتے جبکہ انھون نے اینگلو سیکشن پر فتح پائی تھی - نہ کوئین وکٹوریا کے عہد سے -

چند سال ہوے کہ ایک ہندو نے وائسرائے کی دار الحکومت یعنی کلکتہ سے پورانی مغل کی دار الخلافت یعنی دہلی تک سفر کیا اور اس مختصر سفر کا ایک سفرنامہ تیار کیا جسکی عبارت انھون نے اپنی دانست مین لارڈ مکالے کو شرمانیوالی لکھی تھی اسمین انھون نے لکھا تھا کہ کوئی آفت اور کوئی مصیبت مسلمانون کی عملداری سے زیادہ ہندوستان مین نہ تھی - انھون نے تمام خوبیون کو برباد کردیا تھا - اس کتاب پر ٹیمز لنڈن کے اخبار مین ایک ریویو نکلا تھا - اُس ریویو مین یہ فقرہ مندرج ہی کہ "مسلمانون کو بُرا کہنا اُن کے عیبون کو ڈھونڈھنا گو وہ صحیح ہون ایک ہندو کے مُنھ سے نہایت نازیبا معلوم ہوتا ہی"

ایک بڑا الزام مسلمانون کی سیاست پر یہ دیا جاتا ہو کہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلایا گیا - اور لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے - مگر یہ الزام حقیقت مین صحیح نہین ہی سیل صاحب لکھتے ہین کہ "وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہین جو خیال کرتے ہین

کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا ہی" پھر یہ بھی لکھتے ہین کہ "اُن لوگون نے اسلام
کیون قبول کیا۔ جن پر مسلمانون نے کبھی فوج کشی نہ کی تھی۔ اور بھی اُن لوگون نے جنھون نے
اہل عرب کو اُن کے فتوحات سے محروم کردیا اور اُنکی سلطنت بلکہ خلیفون کا خاتمہ
کردیا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بات اس سے بڑھ کر تھی جو ایک مذہب مین عموماً خیال
کی جاتی ہو۔ اور جس سے ایسی عجیب ترقی ہوئی۔ وہ لوگ جو مسلمانون کو یہ الزام دیتے
ہین کیا جواب دے سکتے ہین اس بات کا کہ ترکی جنھون نے تجازیون پر آٹھوین صدی کے
اخیر پر حملہ کیا مسلمان نہ تھے اور پھر تھوڑے ہی دنون بعد اپنے مغلوب تجازیون
کے دین مین مسلمان ہوگئے" اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خود اسلام کی خوبیون نے
ان کو مسلمان کردیا۔ گبن صاحب کہتے ہین۔ افریقیہ اور ایشیا کے لکھ کھا
نومسلم جنھون نے کہ عرب کے مسلمانون کی تعداد بڑھادی۔ ایک خدا اور اُس کے
رسول پر ایمان لانے مین فریفتہ ہوگئے تھے" الفنسٹن صاحب نے بھی ہندؤن کا
جبراً مسلمان کرنا تسلیم نہین کیا چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ "محمود غزنوی نے ایک ہندو کو بھی
جبراً مسلمان نہین کیا۔ نہ سواے لڑائی کے کسی ہندو کے خون سے تلوار کو آلودہ کیا"
یہ حال مسلمانون کے پہلے زمانہ کی تہذیب کا تھا۔ مگر جب ہم اس کا بیان کرنا
چاہتے ہین کہ وہ اب کیسی ہے تو نہایت درد و حسرت سے ہم کو یہ لکھنا پڑتا ہی کہ بہ نسبت سابق
کے ہر حال مین مسلمانون کی تہذیب نہایت تنزل پر ہی۔
مذہب کا یہ حال ہی کہ جو مسئلہ اصل اصول اسلام کا تھا یعنی سواے ایک خدا کے
اور کسی کو نہ ماننا وہ اپنی اصلیت پر نہ رہا۔ ہزارہا مسلمان ہین جو سواے خدا کے ظاہراً
یا باطناً زندون یا مردون۔ جاندار یا بیجان چیزون کو پوجتے ہین۔ اور جن اور بھوت

و پلید کو مانتے ہین ۔ تعویذ و گنڈے بناتے ہین ۔ حاضرات کا عمل کرتے ہین شگونون
پر چلتے ہین ۔ خدا کے سوا دوسرون کی نذر و نیاز کرتے ہین ۔ یہان تک کہ بعض کمبخت
خدا کے سوا اورون کی نماز بھی پڑھتے ہین ۔

روحانی تہذیب جو جان اسلام کی تھی اُس کا لوگون کے دلون مین کچھ بھی
اثر نہین پایا جاتا صرف ظاہری بناؤ سنوار پر اصل اسلام رہ گیا ہے صدہا مسلمان
ہین کہ پہرون ہاتھ پانون دھوتے ہین گھنٹون دریا مین پڑے رہتے ہین ہے محراب دار
جانماز کے نماز نہین پڑھتے ۔ بے زیتون کے دانون کے خدا کا نام نہین لیتے دکھانے
کے لیے جیب مین مٹی کے ڈھیلے ۔ اور بند مین پیلو کی مسواک ۔ اور دوش پر
مُصَلّی اور رومال مین سُرمہ دانی اور ہاتھ مین تسبیح لیئے پھرتے ہین ۔ مگر افسوس ہو کہ
دل کو بُرے خیالون اور بد جذبون سے پاک کرنے سے مراد پر پہونچنے کی کچھ فکر
نہین کرتے ۔

مذہبی تعلیم بھی اپنی حالت پر باقی نہین رہی ۔ اچھے اچھے عالم بجاے وعظ و
نصیحت کے جب کسی مخالف سے بات کرتے ہین تو ان کا چہرہ سُرخ آنکھین نیلی پیلی
ہو جاتی ہین ۔ بُرا بھلا کہنے لگتے ہین ۔ یہان تک کہ اگر سیاست کا خوف مانع نہ ہو تو
مار ڈالنے مین بھی تامل نہ کرین ۔

ایسے مغلوب الغضب لوگون کے علاوہ جو نہایت نیک عالم ہین اُن کا بھی وعظ
اپنی ہی مسجد کے سایہ اور مریدون کے حلقہ مین ہوتا ہے ۔ اور انھین باتون پر جسکو
ہر کوئی جانتا ہو ۔ ہم نے آجتک نہین سُنا کہ کبھی مولوی صاحب نے مسجد سے نکل کر
مذہبی منادی کرنے کے لیے کسی ریگستان کی گرم ہوا کا صدمہ اُٹھایا ہو ۔ کسی

ہمارے جنگلی لوگون سے اسلام کے پھیلانے مین مصیبت سہی ہو یا سوائے اُن معمولی باتون کے جس سے سب کے کان بھرے ہوئے ہین کسی نے کوئی تحقیق کی بات بھی زبان سے نکالی ہو۔

امامت کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک فرقہ ہر ایک گروہ نے اپنا ایک جُدا امام ٹھہرا لیا ہو اور اُن کو روم کے پوپ سے بھی بڑھ کر معصوم سمجھ رکھا ہے۔ اور قرآن تو صرف تعویذ بنا کر بازو پر باندھ لینے یا مردون پر فاتحہ پڑھنے کے لیے رہ گیا ہے۔

اجتہاد پر وہ اعتقاد ہے کہ ہر ایک نے اپنے مجتہد کو نبی سمجھ رکھا ہے بسر مو اُن کے فعل یا قول یا راے سے تجاوز کرنا جایز نہین جانتے۔ اُن کے نزدیک اس پاک اور معصوم نبی کے قول جس کی باتین ریگستان اور عرب کے بھرٹ والے سمجھ لیتے تھے اُن کے مجتہدون کے سوا دوسرا کوئی سمجھ ہی نہین سکتا نہ بے واسطہ اُن کے مجتہدون کے کسی کو اُس پر چلنا جایز ہے۔

جوگی پنے اور تجرد اور رہبانیت کا وہ حال ہے کہ صدہا جوگی مسلمان خیالی دنیا چھوڑے ہوے جز یہ تحصیل کرتے اور اپنی جھولیون کو گول گول ابیض نورانی سے بھرے ہوے دنیا دارون کو بُرا بھلا کہتے ہین۔ اور مسلمان جاہل بھی اُن کو ولی اور خدا رسیدہ سمجھ کر اُن کے ہاتھون خدا کو رشوت بھیجتے ہین۔

تبرکات اور رسوم اور تیوہارون کا حال ظاہر ہے کہ ہر شہر مین قدم رسول اور مولا علیؑ کی درگاہ اور امام حسینؑ کی کربلا اور حضرت عباسؑ کا روضہ اور بی بی فاطمہ رضہ کی زیارت موجود ہے۔ اور صدہا مرے ہوے ولیون کے مزارون پر عیدگاہون سے زیادہ ہجوم ہوتا ہو اور اُن کے تبرکات کی زیارت نجات کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے

اور اُن کے مٹی کے ڈھیرون سے مرادین مانگی جاتی ہین۔

علم کا یہ حال ہے کہ علم ادب کسی کو اس زمانہ مین آتا ہی نہین۔ شاید معدودے چند مسلمان عالم ہون گے جو ٹوٹی پھوٹی عربی لکھ سکتے یا بول سکتے ہون۔

علوم مذہبی کا جاننے والا اور تحقیق کرنے والا ایک بھی نہ رہا۔ بڑی علمیت اس مین رہ گئی ہی کہ فقہ و حدیث یا تفسیر کی کتابون مین سے کسی مطلب کے لیے کوئی روایت ڈھونڈھ کر نکال لی جاوے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔

فلسفہ تو اب ہماری قوم مین نام کو بھی نہین سنا جاتا۔ چند طالبعلم کہین کہین یونانی فلسفہ کی کتابین پڑھتے ہین جس کی اصلیت سے پڑھانے والا پڑھنے والے سے کچھ زیادہ واقف نہین ہوتا۔

طبیعات جاننے والا مسلمانون مین کوئی نہین رہا۔ ہان چند مسائل کا بیان اس زمانہ کے عالم اس طرح پر کرتے ہین کہ عناصر چار ہین۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش یہ چارون بسیط ہین۔ خاک کے اوپر آب اور آب کے اوپر باد اور باد کے اوپر آگ ہے اور وہ بہت بڑا ناری کرہ ہے۔ آسمان کی حرکت سے مشتعل رہتا ہی۔ مگر چونکہ قطبین کی طرف حرکت کم ہے اس لیے وہان مشتعل بھی کم ہے۔ اور اس سبب سے اُس کی شکل اہلیلجی ہو گئی ہے جب شاگرد پوچھتا ہے کہ اہلیلجی کی کیا شکل ہی تو استاد اپنی سر مہ دانی نکال کر دکھلا دیتے ہین کہ ایسی بیچ سے موٹی۔ دونون طرف سے پتلی پس اس زمانہ مین عالمون کی یہ طبیعات رہ گئی ہے جس پر ہر کوئی ہنستا ہی۔

علم ہیئت بڑے بڑے درسگاہون مین تشریح الافلاک اور قوشجی سے زیادہ نہین پڑھایا جاتا۔ بڑے بڑے عالم اس زمانہ کے چغمینی سے زیادہ نہین جانتے ۔ آسمان

پڑھایا جاتا ہو کہ آسمان پیاز کے پترون کی مانند تہ در تہ ہو۔ سب سے اوپر کے پتر کی حرکت سے تمام اندرونی پتر سے حرکت کر جاتے ہین اور اسی طرح سے دن رات اور رات دن ہو جاتا ہے۔ دُم دار ستارے کو اب تک ہماری مولوی صاحب یہی سمجھتے ہین کہ وہ زمین کا دھوان ہے جو کہ آگ کے کرہ تک پہونچنے سے جلنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ بجھ جاتا ہے۔

ہندسہ و حساب کچھ باقی ہے۔ اقلیدس کا ایک مقالہ اور خلاصۃ الحساب کی تحصیل۔ اربعہ یا جذر تک فضیلت کی پگڑی بندھوا دیتی ہو۔ مگر طالبعلم یہ سوچتے ہین کہ تحریر اقلیدس کے پڑھنے اور ان ٹیڑھی سیدھی شکلون کے بنانے مین کیا فائدہ ہو

علم طب۔ ہان یہ علم بیشک بڑی ترقی پر ہو۔ جسکے عالم یعنی طبیب ابھی تک معدہ سے جگر تک ماساریقا ہی کی تنگ راہ کو ڈھونڈھ رہے ہین۔ قطع نظر اسکے یہ علم جسقدر کہ مسلمانون مین تھا اسکا جاننے والا ہی نہین رہا۔

علم نباتات کی تحقیقات اعلی درجہ پر پہونچ گئی ہے اچھے پڑھے لکھے مسلمانون نے لکھا ہو کہ سراندیپ مین ایک درخت ہو جس پر کلمہ لکھا ہوا ہو نہ زمین پر اسکا پتہ گرتا ہو نہ کوئی جانور اسے کھا سکتا ہو۔ ہمیشہ ترو تازہ رہتا ہے۔ بڑے بڑے عالمون کا اس پر یقین ہو کہ بعضی بوٹیان ایسی ہین جنسے سونا چاندی بن سکتا ہے

علم حیوانات مین بلا شبہ بڑی ترقی ہے۔ کیونکہ ہم اپنے ہان بڑے بڑے عالمون کو تقریر کرتے سنتے ہین کہ اگر بکری کے کتے سے بچہ پیدا ہوا ہو تو اس کا کھانا درست ہے یا نہین۔

علم جغرافیہ کا بیان کرنا بے فائدہ ہے۔ بڑے بڑے عالم یہ یقین رکھتے ہین کہ

عدن مین شداد کی بہشت موجود ہی جسکی دیوارین سونے چاندی اور ستون زمرد و یاقوت کے ہین اور موتی و جواہر کنکر پتھر کی طرح پڑے ہین۔ اگر کوئی بھولے سے یہ پہنچ جاتا ہی۔ تو اونٹ اپنا جواہرات سے بھرلاتا ہے۔

دستکاری و فنون بعض تو معدوم ہو گئے اور جو مفید تھے وہ اب تک ہین اور میری دانست مین بہ نسبت زمانہ سابق کے زیادہ ترقی پر ہین۔

اخلاق کا یہ حال ہے کہ سچائی اور وفاداری۔ اخلاص و محبت۔ نیکی و ہمدردی کا نام نہین۔ جھوٹ اور مکر ریا اور نفاق۔ کینہ اور عداوت سے گنتی ہی کے مسلمان محفوظ ہون گے۔

دو آدمی جن سے کبھی کی جان پہچان نہ ہو اس اخلاص سے ملین گے کہ گویا مان جائے بھائی ہین مگر دو دوست ایسے کم نکلین گے کہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی بدگوئی اور غیبت نہ کرین۔ منھ پر تعریف کرنا اور پیچھے گالیان دینا ایک عام خصلت ہی اقرار کا پورا کرنا۔ وعدہ کا وفا کرنا کوئی جانتا ہی نہین۔ مکر و ریا کی مجسم صورت کسی نے نہ دیکھی ہو تو وہ ہمارے زمانہ کے مولویون اور درویشون کو دیکھ لے صورت مین فرشتے اور سیرت مین شیطان۔

حسد اور عداوت تو ہم لوگون کا خمیر ہو رہا ہے کسی کی عزت ہم لوگون سے دیکھی ہی نہین جاتی ہمدردی اور عام محبت کا سایہ کبھی کسی کے دل پر نہین پڑا۔ ہمارے خیال ہی مین یہ بات نہین آتی کہ انسان اپنے ذاتی کامون کے سوا عام بھلائی کے کام بھی کرتا ہے۔

غیر مذہب والون سے سچائی اور اخلاص اور محبت سے پیش آنا تو مسلمان

کو اسلام سے خارج کر دیتا ہی۔ ہان جھوٹی خوشامد کرنا اور نہایت عاجزی اور ذلت سے کسی امید یا خوف کے سبب سے سر قدمون پر رکھدینا عام دستور ہی۔

آداب مجلس کے تو ایسے ہین کہ جس نے جنگل مین بھیڑ۔ بکریون کا ریوڑ نہ دیکھا وہ مسلمانون کی مجلس آکر دیکھ لے۔ بلا اطلاع بے اجازت کے بے ضرورت کسی کے ہان جانا۔ بے وجہ پہرون بیٹھے رہنا۔ اور بیہودہ فضول لغو باتین کرنا اور فحش اور اخلاق وحیا کے برخلاف شلون اور کہاوتون اور شعرون کا زبان پر لانا۔ بات بات پر قسم کھانا۔ ایک کا دوسرے کو برملا جھوٹا کہدینا۔ حرکات وسکنات مین آدمیت کا لحاظ نہ رکھنا۔ بات کرتے کرتے قہقہہ مار کر دوسرے کے ہاتھ کو زور سے جھٹک دینا یا اُسکے زانو پر ہاتھ مارنا۔ کسی کی بات کو پوری ہونے سے پہلے بیچ مین بول اُٹھنا معمولی آداب ہمارے یہان کی مجلسون کے ہین۔

شادی بیاہ کے دستورات نہایت ہی نامعقول ہین۔ اول تو سب سے بڑا مقصود نکاح کا یعنی رضامندی طرفین کی حاصل ہی نہین ہوتا۔ نہ مرد عورت کو دیکھنے پاتا ہی نہ عورت مرد کو۔ پوشنون بالغیب پر نکاح کا مدار آرہا ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مرد وعورت دونون نکاح سے ناراض ہوتے ہین مگر شرم وخوف سے کچھ بول نہین سکتے۔ مرد تو دل سے انکار اور زبان سے اقرار کرتا ہی۔ اور عورت اپنی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسوؤن سے روتی ہی۔ عین نکاح کے وقت جو نامعقول رسمین ادا کی جاتی ہین وہ تو ذکر کرنے کے ہی لایق نہین اگر ہندوستان کا دولھا پھولون کا سہرہ سر پر ڈالے۔ سُرخ جوڑا پہنے آنکھون مین کاجل لگائے۔ ہاتھ پاؤن مین مہندی سے لیے ہوے ایک ٹٹو پر سوار ولایت کے

کے کسی تھیٹر مین کھڑا کر دیا جائے تو غالباً سارا شہر اس عجیب تماشہ کے دیکھنے کو جمع ہو جاوے پھر فضول اخراجات شادی کے اور کھانا بانٹنا یا عام گروہ کو بھیڑ بکریون کے ریوڑ کی طرح اکھٹا کر کے کھانا کھلانا کیسی نامعقول رسم ہے اس پر قصبات و دیہات کی وحشیانہ رسمین تو وبال جان ہین۔ شرم کا اسکا نام ہو کہ عورت مر جاوے پر کسی کے سامنے خاوند سے نہ بولے بوڑھی ہو جاوے مگر ماں باپ کے سامنے گھر کا انتظام نہ کرے اور اگر بھولے سے خاوند کا نام لے لیتی ہے تو نکاح ہی ٹوٹ جاتا ہے۔

اسمین کچھ شبہ نہین کہ مسلمان عورتین شریف خاندان کی اکثر پڑھی لکھی اور خوش سلیقہ باتمیز صاحب عصمت و حیا ہوتی ہین اور اپنے گھر کا انتظام نہایت خوبی سے کرتی ہین۔ اور خاندانی عزت کا خیال تو اُن کا خمیر ہے مگر مردون کی نالائقی اور بدچلنی اور نکاح کے نامعقول دستورون اور معاشرت کی برسمون کے سبب اکثر وہ اس خوشی سے محروم رہتی ہین جس کی وہ مستحق ہین۔

بیوہ عورتون کے نکاح کا معیوب جاننا جو سراسر اسلام کے خلاف ہو عام دستور ہے مگر یہ ساری خرابیان ہمارے ملک ہندوستان ہی مین ہین اور مسلمانی ملکون مین یہ خرابیان کم ہین۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کا یہ حال ہے کہ تمام ہندوستان مین ایک مدرسہ بھی ایسا نہین ہو جو موافق اس ترقی یافتہ زمانہ کی حالت کے کافی ہو۔ بعض نیک مسلمانون نے اپنے طور پر چند جگہ عربی فارسی کے مدرسے قائم کیئے۔ مگر افسوس ہے کہ اُن کی بھی مدد مسلمانون نے نہ کی۔ بلکہ روز بروز اُن کی حالت تنزل پر ہے

لیکن اگر وہ ترقی بھی پاوین تب بھی ہماری حاجتون کے لیے کافی نہین ہین اس لیے
کہ جو علوم انھین پڑھائے جاتے ہین اُن مین سے بعض تو ایسے ہین کہ جن کے
اصول ہی غلط ہین - اور بعض ایسے ہین کہ زمانہ حال کی ترقی نے ان کا رنگ ڈھنگ
بدل دیا - اور بعض بالکل غیر مفید اور فضول ہین - ان علمون سے ہرگز یہ امید نہین ہوسکتی
کہ ہمارے خیالات کو ترقی ہو یا ہمارے دلون مین آزادی اور تحقیق کا ولولہ
پیدا ہو یا دنیا کے عجائبات اور موجودات کے حقایق دریافت کرنے مین ہم کو
ان سے کچھ مدد ملے یا وہ ہمارے ملک کی ترقی اور تجارت اور زراعت اور مال
و دولت کے بڑھانے مین کچھ کام آوین - ہم جستجو [illegible] تعلیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی
نہین ہو کہ سبق در سبق ہر کا حفظ [illegible] بسرعت ہوتا ہے [illegible] مطالب و فہم شرط ہو یا اس کے
اسلوبون و عبارتون کے علوم کی حقیقت کا اثر پڑھنے والے کے دل پر ہوتا ہو -

تعلیم سے بڑھ کر ہماری اولاد کو تربیت کی حاجت ہے جس کا کچھ بھی سامان
نہین ہے - ہمارے لڑکے اُن خاندانون سے جو کہ علم اور شرافت اور عزت مین نامور
ہین کمینون کی صحبت مین بیٹھ کر اُن کی عادتین اختیار کر لیتے ہین اور بدچلن بازاری
آدمیون کے ساتھ ہو کر آوارہ ہو جاتے ہین - اور امیرون اور نوابون کی اولاد
کا بدچلن ہونا تو ایک ضروری امر ہے - اس لیے کہ ہندوستان کی امیری بدچلنی
نوابی اور جہالت لازم و ملزوم ہین - ان قومون سے بچکر اگر تربیت بھی ہوتی ہے تو
ایسی کہ جس کا فائدہ تربیت نہ پانے سے زیادہ نہین ہوتا - مدرسون کے طالبعلم
اگر صبح سے آدھی رات تک برابر کتاب دیکھتے رہین تو بڑی تعریف کے مستحق ہوتے
ہین - اور کوئی ایسا کھیل جس سے اُن کے قواے جسمانی کو طاقت ہو اور قدرتی

جذبات شگفتہ ہون کھیلنے نہین پاتے - نہ اُس کا کچھ سامان ہے اس واسطے
اکثر طالبعلم ایسے ضعیف وکمزور ولاغر ہوتے ہین کہ جب مدرسے سے نکلتے
ہین تو شبہہ ہوتا ہے کہ شاید کوئی مردہ قبر سے نکلا ہو - پھر اخلاق کے درست کرنے
اور چال چلن مین شائستگی پیدا کرنے اور عمدہ طور سے زندگی کرنے کی عادت
ڈالنے کا کوئی سامان نہین ہے - یہ مثال ٹھیک ہمارے مدرسے کے پڑھے
ہوؤن پر صادق ہوتی ہے کہ مولویون کی عقل لڑکے اور لڑکون کی عقل کتاب
لے لیتی ہی - یہ نقص تعلیم وتربیت کا زیادہ ہندوستان مین ہے مگر ٹرکی اور مصر
اور ٹونس مین انتظام ہوتا جاتا ہی چنانچہ ۱۸ ہزار مدرسہ ٹرکی مین [illegible]
جسمین سے دس لاکھ سے زیادہ لڑکے پڑھتے ہین اور خاص قسطنطنیہ مین ایک یونیورسٹی
قائم ہے - اور دستور التعلیم کے مدرسے اور عورتون کے اسکول اور ابتدائی مدرسے
کے کالج بالکل یورپ کے ڈھنگ پر جاری ہین مصر مین بھی [illegible] انتظام
ہی کہ خود خدیو مصر کے خاندان کے لڑکے مدرسون مین تعلیم پاتے ہین

لباس و پوشاک ہم ہندوستانیون اور سنٹرل ایشیا کے مسلمانون کا کچھ عمدہ
نہین ہے - نہ خاص خاص وقتون اور جلسون کے لیے کوئی مخصوص لباس
ہے - مگر جو لباس ترکون نے سلطان محمود کے وقت سے پسند کیا ہو اور جسے
بعض دانا مسلمانون نے ہندوستان کے لیے بھی اختیار کیا ہو وہ نہایت عمدہ ہی - عورتون
کا لباس تو ایسا ہی کہ خود مہذب مسلمان اس سے شرماتے ہین -

ہم ہندوستان اور ایشیا کے مسلمانون کے کھانے کا طریق بھی کچھ عمدہ نہین ہی
مگر ترکون اور اکثر مصریون نے بالکل یورپ کے طور پر یا قریب قریب اُس کے

طرز کھانے پینے کا اختیار کیا ہی اور ہندوستان کے بھی بعض تہذیب یافتہ مسلمانوں نے اوسے رواج دیا ہے۔

سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتری کی حالت پر ہین۔ بخارا اور خیوا اور مسقط اور زنجبار مین جیسے شرع اور عقل ور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدے جاری ہین اور جس مین بعض ظلمون کے دور کرنے کے لیے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹون نے اپنا فرض بھی ادا کیا اُن سے مسلمانون کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہی۔ ہان یورپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور ٹونس مین کچھ ترقی شروع ہوئی ہی اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہی۔ اُن کے پرانے تاریک خیالات بدلتے جاتے ہین چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان نے جنوری ۱۸۶۸ء مین شاہ بخارا کو لکھا تھا جبکہ اُس نے سلطان سے مقابلہ روس کے مدد مانگی تھی شاہ بخارا اور سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہی۔ سلطان لکھتا ہی کہ "داب سلطنت یہ ہے کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت و اُلفت کو محکم و مضبوط رکھے مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہری پیدا نہ کی اور وضع برتاؤ اپنا یہ رکھا کہ کوئی سیاح یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمھارے ملک مین وارد ہوا اگر وہ قوم انگریز یا روس ہوا تو اسکو تم نے سر بازار قتل کیا اور اگر اہل ایران تھا تو اُس کو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فروخت کیا۔ اگر باشندہ روم تھا تو اس پر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر چاہ سیاہ مین قید کرکے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ راہ و رسم کیسی ہے۔ تم نے وہ طریقہ رکھا ہے کہ کسی

سلطنت کی تمھارے ساتھ دوستی نہین تو اب کس واسطے اور کس رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور مین باظہار کون سی راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑون" یہ فرق شاہ بخارا و سلطان کے خیالات مین ہوا صرف نتیجہ یورپ سے نفرت اور اختلاط کا ہی۔ یہ کیفیت حال کے تنزلات کی جو مین نے بیان کی ضرور ہے کہ اُس کے سببون پر بھی کچھ غور کرنا چاہیئے۔ اس لیے کہ ہر نتیجہ ایک مناسب سبب سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر ایک سبب کا اسکے مناسب نتیجہ ہوتا ہی۔ پس یہ ایک نہایت ضروری امر ہی۔ ان سببون کی چھان بین کی جاوے جن سے یہ تنزلات پیدا ہوے۔ چنانچہ میرے نزدیک اسکے چند سبب ہین۔

اول شخصیہ سلطنت کا ہونا۔ تمام ایشیا مین ملکی اور قومی اور علمی ترقیان یا تنزلات ایک بادشاہ کے خیال پر منحصر ہین۔ جسطرف طرف وہ متوجہ ہوتا ہی کل رعایا کی توجہ اُسی طرف ہوتی ہے۔ چونکہ مسلمانون مین سواے ابتدائی زمانہ کے ہمیشہ شخصیہ سلطنت رہی اور مختلف مزاج اور مختلف خیال کے بادشاہ تخت نشین ہوے اس لیئے پوری پوری ترقی کسی بات مین حاصل نہین ہوئی اور اخیر مین جب بادشاہ برابر نالایق اور جاہل اور کاہل ہوتے گئے اور علوم و فنون کی طرف انھون نے کچھ توجہ نہ کی۔ مسلمانون کو بھی ہر بات مین تنزل ہوتا گیا۔ اگر مسلمانون مین بے خیال بادشاہ کے ہر چیز کی طرف وہ توجہ ہوتی ہے جو اب یورپ کی رعایا کو ہے تو ہرگز یہ قومی تنزلات نہ ہوتے۔

دوسرا سبب مذہبی اوہام۔ میرے نزدیک جیسا کہ ایک سچا مذہب جو اوہام اور غلط خیالات سے پاک ہو تہذیب کی ترقی کا بڑا سبب ہوتا ہی اُسی

طرح جھوٹا مذہب یا وہ مذہب جسمین لغو اوہام اور بیہودہ خیالات مل جُل گئے ہون ساری ترقیات کے روکنے کا بڑا قوی سبب ہو۔

مذہب اسلام فی نفسہ نہایت سچا اور صحیح مذہب ہے مگر خود ہم نے اپنے لغو خیالات سے اس کو ایسا کر رکھا ہو کہ علوم مین۔ فنون مین۔ اخلاق مین۔ غرضکہ ہر چیز مین بجائے ترقی کے ہم کو مذہبی مزاحمت ہوتی ہے اور آزادی راے جو ایک قدرتی حق اور ایک سچے مذہب کا پہلا اصول ہو وہ بالکل جاتی رہتی ہو حالانکہ آزادی رائے کی مزاحمت ہی ساری خرابیون اور تمام تنزلات کی جڑ ہے۔ کیا خوب کہا ہے مل صاحب نے کہ جب انسان کا دل قانون کے خوف یا کسی اور ڈر سے بڑی بڑی ضروری باتون پر آزادانہ گفتگو نہین کر سکتا تو اکثر سُست اور ضعیف ہو جاتا ہو۔ اور جب کہ یہ سُستی کسی قدر اور زیادہ ہوتی ہے تو روزمرہ کی باتون اور معمولی معاملون مین بھی کچھ ترقی نہین کر سکتا جب کہ اور بھی زیادہ سُستی بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنی پہلی حاصل کی ہوئی باتین بھی بھول جاتا ہے۔

مسلمانون مین مزاحمت آزادی راے کی ہر زمانہ مین مذہبی اوہام کے سبب سے جاری رہی۔ کسی زمانہ مین کم کسی مین زیادہ۔ اور اسی وجہ سے عام ترقی مسلمانون سے رکی جب یہ مزاحمت بڑھ گئی تو پورا پورا تنزل اُن کو نصیب ہوا۔ چنانچہ ہم اپنے زمانہ مین سارے تنزلات اس مزاحمت کی ترقی ہی کے سبب سے دیکھتے ہین۔

تعصبات یعنی عام دوستی نہ رکھنا۔ سچائی اور صفائی سے غیر قومون سے نہ ملنا

غیر مذہب والون کی عمدہ باتون کو اختیار نہ کرنا۔ غیر ملکون کا سفر نہ کرنا جو تہذیب اور
ساری ترقیون کی بڑی روکنے والی چیزین ہین۔ صرف مذہبی اوہام کے نتیجے
ہین جسمین ہم مسلمان خصوصاً ہندوستان کے مسلمان مبتلا ہین۔

تیسرا سبب اشاعت علوم وفنون کے عام اور آسان وسیلون کا نہ ہونا
بڑا عمدہ وسیلہ ترقی کا ملکی زبان ہے کسی ملک اور کسی قوم نے بھی کچھ بھی ترقی نہین
پائی جبتک اُسی ملک یا اسی قوم کی عام زبان مین علوم کا عام رواج نہین ہوا
مگر اُس سے مسلمانون نے عموماً غفلت کی۔ عام علوم انھون نے عربی زبان مین لکھے
اور دنیا کے سارے حصون مین جہان جہان وہ گئے عربی ہی کو علوم کی کنجی سمجھتے
رہے۔ اس واسطے مذہبی اور عقلی اور تمام قسم کے علوم اس فرقہ سے مخصوص ہے جو کہ اول
زبان کی مشکل کو طے کرتے اور عالم کہلاتے اور عام لوگ ہمیشہ کاٹھ کے اُلّو رہے۔

ہمارے زمانہ مین جو چند مذہبی کتابون کا ترجمہ دیسی زبان مین ہوا ہے اُسکا یہ
اثر ہے کہ ہزارون مسلمان اردو خوان ہین کہ وہ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ عقاید۔ تاریخ سے
ایسے واقف ہو گئے ہین کہ تیس برس پہلے شاید سوا دہلی کے مشہور مولویون کے
کوئی ان سے واقفیت نہ رکھتا تھا۔ اور یہ نتیجہ ملکی زبان مین علوم کے ترجمے ہونیکا ہے۔

چھاپہ کا نہ ہونا بھی اگلے زمانہ مین ترقی نہ کرنے کا ایک بڑا سبب تھا چنانچہ
اس زمانہ مین جو دکھائی دیتی ہے ہرگز نہ ہوتی اگرچہ عمدہ ہنر ظاہر نہ ہوتا۔ اسی ہنر
کا نتیجہ ہو کہ ریویو اور جرنل اور میگزین اور اخبار اور مختلف قسم کے کاغذات کے
ذریعہ سے علوم وفنون کی وہ باتین عوام مین پھیلی جاتی ہین جنکو صرف عام لوگ
جانتے تھے اور جسکے سبب سے اب علوم وفنون کا تنزل پاتا خیال مین

نہیں آتا - اور معدوم ہونا تو ایک امر محال ہی -

سفر کے ذریعوں کی آسانی بھی ملکی تہذیب کا بڑا سبب ہی انسان کا دل خدا نے ایسا بنایا ہی کہ عمدہ باتوں کے دیکھنے تربیت یافتہ قوم سے ملنے کا اثر ضرور اُس پر پڑتا ہی - اور کسی کو اچھا کام کرتے دیکھ کر لامحالہ اُسے پسند کرتا ہی - یہانتک کہ متعصب جاہل سا جاہل بھی اُس سے محروم نہیں رہتا - اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک دوسرے ملکوں مین جانے اور غیر قوموں کے ملنے کا اتفاق نہو - چونکہ یہ آسانی اگلے زمانہ مین نہ تھی اس لیے ترقی جیسی کہ چاہیے نہ ہوئی - اور اس زمانہ مین علوم و فنون کی جو کچھ ترقی ہے وہ صرف سفر کی آسانی سے ہی - اس مبارک زمانہ مین ریل اور تار برقی وہ چیزین ہین جسنے دنیا کے تمام ملکوں کو ایک کر دیا - اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مختلف قوموں کے خیالات بھی ایک ہوتے جاتے ہین یہان تک کہ امید ہے کہ ایک ایسا وحدت کا زمانہ آنے والا ہے جس مین کسی چیز مین بھی اختلاف نہ رہے یہان تک کہ مذہب بھی سب کا ایک ہو جاوے اور غالباً وہ مذہب وہی ہوگا جو نیچر کے مطابق ہو جسے میرے دوست سید احمد خان بہادر ٹھیٹ اسلام کہتے ہین -

چوتھا سبب جو خاص ہندوستان کے بدنصیب مسلمانون کے تنزلات کا سبب ہوا - ہندوستان کا وطن کر لینا اور اپنے اصلی وطن کو چھوڑ بیٹھنا ہی مسلمان جب کہ ہندوستان مین آئے اُس وقت نہایت تنومند اور سرخ و سفید اور قوی اور تندرست تھے طبیعتین بھی اُن کی آزاد تھین - دلون مین بھی اُن کے ایک جوش تھا - رسوم کی پابندی کی اُن کو خبر نہ تھی - مگر جب ہندوستان کو اپنا وطن بنا -

لیا اور اُن قوموں سے مل گئے جو کہ ان سے قوت میں۔ دلیری میں۔ آزادی میں۔
علم میں۔ معاشرت میں کم تھیں اور چھوت اور پرہیز اور رسموں کی پابندی اور تنگ
خیالات اُن کے رگ و ریشہ میں سما رہے تھے تو رفتہ رفتہ وہ بھی ویسے ہی ہو گئے
انکی اصلی حالتیں بالکل بدل گئیں وہ خون جو ابراہیم کی رگوں کا ہم میں تھا بدل
گیا وہ ہڈی جو اسمٰعیل کے خون سے بنی تھی بدل گئی وہ دل حسین ہاشمی
جوش تھا بدل گیا۔ غرضکہ چہرہ بدل گیا۔ رنگ بدل گیا۔ صورت بدل گئی۔ سیرت بدل گئی
دل بدل گیا۔ خیال بدل گیا۔ یہاں تک کہ مذہب بھی بدل گیا۔ تمام وہ جوش جو
اُٹھتے تھے اُس ریتیلے جنگل عرب سے جس نے فارس اور تمام منطقہ ایشیا کو سرسبز و
شاداب کردیا تھا ہندوستان میں آکر بے آب بنگال میں ڈوب گئے۔

اگر اب ہم آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنی چاہیں کہ آئندہ ہم مسلمانوں کی تہذیب
کیسی ہوگی تو ہم کو کسی ترقی یافتہ ملک کے حال پر نظر ڈالنی چاہیئے کہ اُس نے کیونکر ترقی
کی۔ اگر وہی آثار ہماری قوم میں بھی پائے جاویں تو ہم کو ضرور آئندہ کی ترقی کی
امید کرنی چاہیئے۔ ہم یورپ کا حال دیکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ارسطو کا فلسفہ
یورپ میں جاری تھا اور وہ دین مذہب سے ویسا ہی مل گیا تھا جیسا کہ مسلمانوں
کے مذہب سے مخلوط ہو رہا ہے۔ اور جب تک وہ قائم رہا کسی طرح کی مذہبی یا تمدنی
ترقی یورپ میں ممکن نہ ہوئی۔ آخر تیرھویں صدی میں تقلید کے چھوڑنے کی راہ
نکلی۔ چنانچہ روجر بیکن نے جو ۱۲۱۴ع میں پیدا ہوا اور جو حقیقت میں شاگرد
مسلمان فلسفیوں کا تھا اپنا پاؤں تقلید سے نکالا اور فلسفہ قیاسیہ کو چھوڑ فلسفہ شہودیہ
تجربیہ پر متوجہ ہوا۔ اُس نے بہت سی کتابیں لکھیں مگر چونکہ ارسطو کے فلسفہ کو لوگوں نے

غلط جانا تب وہ افلاطون کے فلسفہ پر متوجہ ہوے اور اس لیے ترقی فلسفہ کی رُک گئی مگر پندرہوین صدی کے شروع مین طلیسیس اور کمپیلا اور ریمس محققون نے اس فلسفہ کے اصول کے باطل کرنے پر کوشش کی اور تحقیق کی راہ نکالی۔ مگر جسطرح کہ اس زمانہ کے مسلمان ایسے امور مین تحقیق کو کفر بتاتے ہین وہی مصیبت ان بیچارون پر بھی پڑی۔ ہیئت کی تکفیر کا فتوی دیا گیا۔ اور ریمس قتل کیا گیا۔ پھر بڑا انقلاب یورپ مین ہیئت قدیمہ کی غلطی بیان کرنے اور ہیئت جدیدہ کے ثابت کرنے پر ہوا۔ اگلے زمانہ مین یورپ کے لوگ آسمان و زمین کو ویسا ہی جانتے تھے۔ جیسا کہ اب مسلمان بطلیموسی ہیئت کے موافق مانتے ہین۔ اور یہ مسائل مذہب مین ایسے ہی داخل سمجھے جاتے تھے جیسا کہ اب مسلمان سمجھتے ہین۔ مگر کوپرنیکس نے جو کہ پروشیہ کی طرف کا رہنے والا تھا سنہ ۱۵۰۷ع مین چاہا کہ اس ہیئت کی غلطی ظاہر کی جاوے۔ مگر پادریون اور مذہبی لوگون کے سبب سے اُسے جرات نہوتی تھی۔ آخر سنہ ۱۵۳۰ع مین اس نے ایک کتاب لکھی۔ مگر اُس کے مشہور کرنے مین بڑا تامل کیا۔ آخر سنہ ۱۵۴۳ع مین کچھ خلاصہ اُس کا مشہور ہوا۔ مگر وہ اسی زمانہ مین مر گیا۔ اور برونو نامی حکیم نے اُسے مشہور کیا۔ مگر وہ اُسی جرم مین نکالا گیا۔ اور دینی محکمہ مین اُس کی تحقیقات کی گئی۔ اور اُسکو کفر و الحاد کے مسائل کا پھیلانے والا ٹھہرایا۔ آخرش وہ بیچارہ روم مین زندہ جلایا گیا۔ اِس قصور مین کہ اُس نے ایک صحیح مسئلہ ہیئت کا زبان سے نکالا تھا۔ سنہ ۱۶۰۹ع مین گلیلو نامی حکیم نے دوربین ایجاد کی اور اس حکمت کو رونق دی مگر متعصب پادریون کو اس سے بڑی برہمی ہوئی۔ اُنھون نے اسکو ملحد ٹھہرایا۔

آخر ایک حجرہ تنگ و تاریک میں بند کیا۔ مگر باوجود [illegible]
تحقیقات کو مذہبی تعصب [illegible] جاہلانہ خیالات اس کے [illegible] ہوئے
اور اب اُس کو وہ رونق ہے کہ اگر اُسکے برخلاف ہیئت قدیمہ کا مسئلہ کسی کی
زبان پر آوے تو کیا حاکم کیا پادری سب اُس آدمی کو پاگل اور دیوانہ بنا دیں یہ
ارسطو کا فلسفہ جو مذہب میں داخل ہو گیا تھا اور پوپوں کو معصومیت کا درجہ دیا گیا تھا
اور نجات کے فرمان بیچنے کا اُن کو اختیار تھا۔ اور آسمانی کتابوں کے پڑھنے اور
استعمال کرنے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔ اِس غلط خیال کو [illegible] لوتھر نے کھو دیا
مگر جو مصیبت اُس پر اور اُس کی پیروی کرنے والوں پر پڑی اُس کے سننے سے
بدن پر رعشہ ہوتا ہے۔ مگر آخر اُسے کامیابی ہوئی۔

یہی حال بجنسہ اب ہم مسلمانوں میں پاتے ہیں۔ ٹرکی میں، مصر میں، اور
ہندوستان میں بھی بعض خداترس آدمی اپنی قوم کی بھلائی کے لیے آمادہ ہوئے
ہیں۔ اور جس طرح کہ اِن یورپ کے عالموں نے مسائل حقیقت کے بیان کرنے کی
کوشش کی ہے اسی طرح یہ لوگ بھی کر رہے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں انتظام سلطنت کا
دوسرے قاعدہ پر ہے اس سبب سے ان حق بات کہنے والوں کو نوبت نہیں پہنچی
صرف کفر و الحاد کے فتووں ہی پر خیر گذری۔ ورنہ اُن پر اس سے بھی زیادہ سخت
مصیبت گذرتی۔ جو اگلوں پر گذری ہے۔ مگر ان تمام حالات سے آئندہ کی
بہتری کی اُمید ہوتی ہے۔

**تمام شد**

# تصنیفات جناب صفدر مرزاپوری

**بزم خیال** جس میں شعرائے اردو فارسی کی مجالس کے لطائف و ظرائف کو ترتیب دیا گیا ہے برجستہ گوئی اور حاضر جوابی کے بہترین نمونے دکھائے گئے ہیں فارسی اور اردو کے ان منتخب اشعار کو لیکر جن کا کسی لطیفہ یا دلچسپ قصہ سے تعلق ہے اسکی مفصل کیفیت بیان کی ہے خوش مذاق حضرات کے لیے تفریح طبع کا بہترین سامان ہے اس کے ساتھ ادبی اور تاریخی ضیافت ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے قیمت ۸ ر رعایتی ۱۴ا

**مشاطۂ سخن** اپنی نوعیت کے لحاظ سے دنیائے ادب میں پہلی کتاب ہے جس میں مسلم الثبوت اور ماہرین فن اساتذہ کی وہ اصلاحیں جمع کی گئی ہیں جو انہوں نے اپنے شاگرد رشیدوں کو دیں اور جن کی بدولت وہ شاعری کی دنیا میں آفتاب اور مہتاب بنکر چمکے انتخاب میں صرف انہیں باکمالوں کو لیا ہے جن کا حرف حرف قابل تسلیم ہے اور جن کو دنیا سند مانتی ہے مثلاً ناسخ آتش امیر ذوق غالب مومن منیر نسیم دہلوی انیس دبیر امیر داغ تسلیم جلال [illegible] ہیں کہ جن کی اصلاحات قابل توجہ نہ ہوں۔ شاعرانہ مذاق رکھنے والے حضرات کے لیے نایاب تحفہ ہے۔ قیمت عمر رعایتی ۱۲ار

**مرقع ادب** ہندوستان کے مشہور اساتذہ اردو امیر داغ جلیل اکبر حالی ریاض آزاد برہم مہدی نسیم ۵۵ نامور اہل قلم کے پر از معلومات خطوط کا مجموعہ ایک ایک فقرہ موتیوں کی لڑی ہے قیمت حصہ اول ۱ر رعایتی عہ ر

**دور فلک** لکھنؤ کا دردانگیز واقعہ امیر و داغ کا معاملہ محبت کی تصویر قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

ملنے کا پتہ۔ **صدیق بکڈپو لکھنؤ**

دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ارباب ذوق کی دلی خواہش کے مطابق جملہ کتابیں فراہم ہوتی
ہیں تاہم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری کوششیں ایک حد تک بار آور ہوئیں اور دشواریوں
اور موانعات کے باوجود اکثر و بیشتر مشہور و مقبول اور مستند کتابیں **الناظر
بک ایجنسی** کے ذخیرہ میں ہر وقت موجود رہتی ہیں یا اُس کے دفتر سے فراہم
کردی جاتی ہیں نثر اردو کے عناصر خمسہ (جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے) کے علاوہ مرزا غالب
مولانا ذکاء اللہ - حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی - مولانا عبدالحلیم شرر - منشی سجاد حسین
ایڈیٹر اودھ پنچ - پنڈت رتن ناتھ سرشار - نواب محسن الملک - مولوی چراغ علی - مولوی عبدالرزاق
کانپوری - مولانا اشہری - خلیفہ محمد حسین - مولانا اسلم جیراجپوری - منشی جوالا پرشاد برق
سید علی بلگرامی - مسٹر سید محمود - مولوی عبداللہ العمادی - حکیم محمد علیخان ایڈیٹر مرقع عالم - خواجہ حسن
نظامی - ڈاکٹر اقبال - مولوی عزیز مرزا - خواجہ غلام الحسنین - حافظ عبدالرحمن امرتسری - مولوی
بشیر الدین احمد دہلوی - مولوی افتخار عالم مارہروی - مفتی انوار الحق - حضرت نیاز فتحپوری -
مولانا راشد الخیری - مولوی حامد علی صدیقی - جناب شوق قدوائی - مرزا محمد ہادی رسوا
حضرت سیماب اکبر آبادی - مولانا سید سلیمان ندوی - مسٹر ظفر عمر - مولوی ظفر علیخان - منشی
پریم چند - رائے سری رام ایم اے - مسٹر سلطان حیدر جوش - حضرت رشید تھانوی - مہاشے
پرکاش دیو - مولوی رشید احمد انصاری - شیخ مشیر حسین قدوائی وغیرہ کی تقریباً مکمل تصانیف آپکو
ایک کارڈ لکھنے پر فراہم کردی جا سکتی ہیں - لہذا جملہ بہی خواہان اردو و شائقین کتب
کو صلائے عام دیجاتی ہے کہ آئندہ اردو کی جو کتاب اُن کو درکار ہو اسکے لیے فوراً ہمارے
پاس فرمائش بھیجیں کوئی کتاب موجود نہ ہوگی تب بھی انشاء اللہ تعالیٰ منگا کر روانہ کیجائیگی -
نوٹ :- وقتاً فوقتاً ہم نئی فہرستیں شایع کرتے اور اخبارات میں اشتہارات دیتے
رہتے ہیں - نیز الناظر کے سرورق پر ہر مہینے میں ہماری فہرستیں شایع ہوتی رہتی ہیں
جو صاحب چاہیں دیکھیں اور ضرورت جانیں تو فہرست منگا لیں -

خاکسار ظفر الملک علوی ایڈیٹر الناظر لکھنؤ